

عمران سیریز

شفق کے پجاری

(مکمل ناول)

کنارے سے دوسرے کنارے تک دوڑنا چلا جاؤں۔ کراچی کا دوسرا کنارہ کہاں ہے آپ جانتے ہی ہوں گے۔

دیر سو رہے بس کی بات نہیں۔ مصطفیٰ چارونہ تو کاتب بن سکتا ہے اور نہ پر شک مشین۔ ویسے کبھی کبھی کا جوں کو بھی دکام ہو جاتا ہے اور پر شک مشین تو آئے دن ٹوٹی پھوٹی رہتی ہیں۔ اس سلسلہ میں میرا قصاصہ مشورہ یہ ہے کہ جب بھی کتاب لے میں دیر ہو وقت کاٹنے کے لئے خود بھی جاسوسی ٹول دیکھنا شروع کر دیا کیجئے۔ کیوں کہ بازار میں جاسوسی ٹولوں کا سیلاب دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایسا سیلاب کہ لوگوں کو جاسوسی ٹول کے نام ہی سے متلی ہونے لگے اور ہلکا نہیں آنے لگیں۔ (کھینچے کھمانے سے بچھا چڑانے کی ایک یہی صورت نظر آتی ہے۔)

بس اب اجازت دیجئے۔ اس وقت موڈ بہت خراب ہے ممکن ہے میری "لکھو اس" سے آپ کا موڈ خراب ہو گیا ہو لہذا اب عمران سے لے کر آپ کا موڈ بہال ہو جائے گا۔

ایضاً

۲۰ جولائی ۱۹۵۷ء

پیش رس

نیچے عمران کا ایک سوال کارنامہ بھی حاضر ہے۔ یہ کتاب آپ تک دیر سے پہنچ رہی ہے جس کی وجہ کم از کم کراچی کے باشندے تو جانتے ہی ہوں گے۔ بہر حال دل تو چاہا کہ اس کتاب کو "مظہور نواز" نمبر کے نام سے پیش کیا جائے۔ لیکن پھر خیال آیا آپ کو اور زیادہ پور کرنے سے کیا ناکامہ..... ویسے ہی اخبارات کے اندازے کے مطابق کم از کم کراچی کا ہر تیرا آدمی بذات خود "مظہور نواز نمبر" بن کر رہ گیا ہے۔

اب سنا ہے کہ کوئی دوسری لہر آرہی ہے جسے "غزنی و نظرنواز" کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے۔ ہو گا..... پڑھنے والوں کو اس سے کیا سر دکار۔ انہیں تو وقت پر کتاب ملنی چاہئے۔ نہیں ملے گی تو خطوط کا جہانہ وہیں گئے۔ اسے صاحب مدد ہو گی محبت کی..... ایک صاحب نے یہاں تک لکھ دیا کہ "میرا بس چلے تو اس صلی کا گھای کھوٹ دول نہ رہے ہنس نہ بچے ہنسری۔"

بھائی صاحب اب میں خود بھی ہنسری بجاتے بجاتے تھک گیا ہوں۔ پتہ نہیں کب ہنسری پھینک کر ہانس اٹھاؤں اور شہر کے ایک

آگہ کر دی۔ انہیں خصوصیات کی بنا پر ملا لیا اور ایک مشہور ہے۔ ہم دھڑوں میں کوئی بھی جن
ملوک نہیں ہے اور ہمارے دھڑ نہ صرف گر جیت بلکہ دشمن کے جھوٹے ہونے کا حقیقت ثابت بھی
ہے۔

"آپ سب سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔" عروں چمک کر بولا۔ "اور ایک بار پھر مصافحہ
کے لئے ہاتھ بڑھا دیا پھر دیکھا اسے ہاتھ داتھ سے پکڑ کر بھانسنے لگا۔ "میں... مصافحہ
کا... م... بالکل گمراہ ہوں... اور... کتنی... کتنی... کتنی ہے... اب مجھے ہو کر
گھبرائی ہے... نہادی اور غوری روٹیاں..."

"نہادی اور غوری روٹیاں..." دھڑ نے حیرت سے دہرایا اور پھر ایسا نہ بھلا جسے اس
فرمانش پر اسے گمراہ سمجھنا ہو۔

"مگر نہادی... نہ ہو تو... چنے کی دہلی..."
"ظہیر... آپ غریب رکھے... میں خود ہی آپ کے لئے کھانے کا انتخاب کروں گا۔"
"وہی کی گند... بہت خوب..." "عروں پھر خوش ہو گیا اور آہستہ سے دھڑوں کے لیے ش
بولے۔ "میں مٹی کی مٹی میں مجھے بھی اسی لئے ابھی گنتی ہیں کہ..."

دھڑ چاہتا تھا کہ عروں نے جملہ پورا کرنے کی بجائے صحت کی طرف دیکھ کر آگہ مادی اور
کری کی پشت سے کھ گیا۔

ہاں کی ساری خبریں قریب قریب اچھ بھلی تھیں۔ عروں میں ماحول بہت بے سکون تھا۔ کسی
طرح کی بھی بد فہمی یا بے رحمتی کا احساس نہیں ہو تا تھا۔ لوگ آہستہ آہستہ گھٹک کر رہے تھے۔
قیمت لگاتے وقت بھی ان کی آواز میں کوئی نہ تھا۔

عروں پر ہوا رہا تھا... آج ہی شام کو وہ یہیں پہنچا تھا جہاں اب اس کا دل نہیں چاہتا تھا
کہ وہ کہیں باہر جائے۔

کچھ دیر بعد ایک دھڑ اس کی میز پر ٹپکنے لگے۔ یہ دھڑ نہیں تھا جس سے کچھ دیر
قبل عروں کی گھٹک ہوئی تھی۔

دھڑ میز کے پاس سے ہٹ گیا اور عروں نے ایک کاب کا اسٹیکن اٹھایا... اس میں چاول
تھے۔ عروں کھانے کی شروعات چاولوں سے کرنے کا عادی نہیں تھا اس نے دوسری کاب کا



قریب دھڑ کے شہر میں شہزادہ ایسا مشہور تھا جسے عروں نے ابھی طرح نہیں دیکھا
تھا... یوں تو کئی بار اس کا یہاں آنا ہوا تھا لیکن کبھی شہر دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ان دنوں وہ
قریب قریب بے کار تھا۔ دھڑ اس نے سوچا کہ شہزادہ ایسا دیکھ ڈالا جائے۔

وہ تھا آقا شہزادہ عروں کے سب سے زیادہ مشہور ہوئی تھا۔ عروں اس کا قیام تھا۔ دھڑ عروں
یہ اس کی پہلی رات تھی... اور وہ ڈانگ بھل میں اپنا میز پر تھا تھا... اس کے پیچھے پر حسب
معمول محافضوں کی آئے ہیں۔ چل رہی تھیں۔

تقریباً سات بجے ایک دھڑ اس کی میز کے قریب آیا اور سلام کر کے آؤر کا شکر تھا کہ
عروں نے اعتقاد انداز میں اسے اس سے مصافحہ کیا اور ہاں بھلی کی ثابت دریافت کرنے لگا۔
دھڑ نے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دھڑ اس نے جبکہ گر آہستہ سے پوچھا "کیا آپ یہاں پہلی بار
تخریب لائے ہیں جناب..."

"ہاں... کتنی... بالکل بھلا..."

"کسی بڑے ہوئی نہیں ظہیر نے کاغذ بھی پہلی ہی ہوا ہے..."

"مہر... عروں اس کر بولا "نہیں... ہاں... مطلب یہ کہ..."

"دھڑوں کے سلام کے جواب پر مصافحہ نہیں کیا کرتے..." دھڑ نے بزرگ انداز
اعتقاد کرتے ہوئے کہا۔ "آپ نہ انداز لے گا پھر افراس ہے کہ ہم آپ کو ہوئی کے آداب سے

دھن اکھیاں میں زکھری تھی۔

معمول کے مطابق راتوں کے بعد اس نے چاول کی طرف توجہ دے کر اٹھا اور جب وہ قاب سے پیٹ میں چاول نے رہا تھا چھپ کسی لٹکی چڑ سے ٹکرایا جس نے اسے قاب کی تہہ تک پہنچنے سے روک دیا۔ عمران نے چپکے چپکے ایک طرف رکھ کر اسے اٹھلے سے ٹھولا اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ چڑ اس کی پٹنگ میں دبی ہوئی باہر آگئی۔

یہ مونی کا قند کا ایک چھوٹا سا لٹاف تھا اور اس کے اندر رکھا ہو کا قند کا کلک اور صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اسے ایک پیٹ کے نیچے رکھا۔

لیکن اب یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ کھانا کھا رہا تھا.... کرسی کی پشت سے نکھ کر اس نے پیٹ کے نیچے سے نکالا.... دو گونہ سے چپکا دیا تھا اور اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ اندر رکھے ہوئے کا قند تک بھاپ پانی کا اثر نہ پہنچ سکے۔

اس نے لٹاف کو کھول ڈالا۔ کا قند کے ٹکڑے پر انگریزی میں تپ کی ہوئی عبارت تھی۔ "سروش گل کے شیل پھانگ پر چلا۔ پھانگ سے شیل مشرق کی طرف ۳ قدم پر جو جھڑیاں ہیں ان میں ایک بڑی اور ایک چھوٹی سی "مشین" لگی ہے۔ بڑی کا تار مشین کے سرخ ٹو سے لٹک کر کے اُسے دائیں جانب بٹھا دیا۔ پھر وہیں سے جتنا تیز دروازے سے دو دو کر عمارت سے نکل جانے کی کوشش کریں۔

بھاری



عمران نے اس عبارت کو تین چار بار پڑھنے کے بعد لٹاف سمیت جیب میں رکھ لیا۔ سروش گل ٹھوڑا سی ایک بہت مشہور عمارت تھی عمران نے اس کا نام پہلے بھی سنا تھا۔ وہ اس لٹاف کے متعلق غور نہ کر لے گا۔ شاید یہ کسی کار کے دھوکے میں اس تک پہنچا تھا۔ اس کی مصیبت کے مطابق سروش گل ایک حوالہ نامہ کی ملکیت تھا۔ وہ پتے لگا کر اسے کیا کرنا چاہتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کے کسی شناسا نے اسے یہ قوف بتانے کی کوشش کی ہو۔

دن بہ دن سمیت لے گیا عمران نے بہت غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا تھا۔ لیکن

اسے کوئی غیر معمولی بات نہیں نظر آئی۔ وہ اس خط سے بالکل ہی بے تعلق معلوم ہوتا تھا۔ عمران نے سوچ کر محسوس کیا کہ اس کی لاطنی میں یہ حرکت کی ہو۔

وہ دیکھ کر تب تک وہیں بیٹھا رہا پھر اندھ کر ہوٹل سے باہر آیا۔ وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ اگر اس کے کسی شناسا کا ان جیسی خفا پھر کیا ضروری تھا کہ اس کی کار کے دھوکے میں اسی کے پاس یہ قوف پہنچے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی وہ ایسے اتفاقات سے دوچار ہو چکا ہے۔ عمران کی نوعیت ہی دوسری تھی۔ نہ جانے کیوں یہ اسے کسی ڈرامے کا ہیرو سمجھتا تھا۔ وہ اس کا پھر یہ تجویز کی "پہلائی" کی طرف سے تھی۔ پہلا پہلا دن کو "بڑی اور مشین" سے کیا سرکار۔

اُس نے سوچا کہ اگر وہ اس کے کسی شناسا کا قند ہی ہے تو اسے ضرور یہ قوف بتانا چاہئے۔ آخر وہ تفریح ہی کے لئے تو یہاں آیا تھا اور یہ قوف بتانی اس کی سب سے بڑی تفریح تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی حاکمتیں اللہ دوسری ہی کو یہ قوف بتاتی ہیں۔

اس نے ایک جیسی کی کار دوسری گل کی طرف روانہ ہو گیا.... لیکن اسے علم نہیں تھا کہ وہ کتنے راستوں سے گزر رہا ہے۔ ٹھوڑا سی راستوں میں وہ اپنی قوف تقریباً چند روٹ بعد جیسی شہر کے باہر پہنچ گئی۔ سروش گل شہر سے تقریباً دو سو میل کے فاصلے پر تھا۔

"مجھے عمارت سے تقریباً ایک فرلانگ دُور ہی آباد ہے۔" عمران نے ڈرائیور سے کہہ "اور پھر وہیں میری دانگی کے منتظر رہنا۔"

"بہت بھلا جناب.... جب تو میرا خیال ہے کہ اب آپ اتر جائے۔ یہاں سے ایک ہی فرلانگ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ وہ جڑو شیشاں نظر آرہی ہیں۔ وہی سروش گل ہے۔"

"ابھی بات ہے۔ روک دو...."

جیسی روک گئی۔ عمران نے دس کا ایک نوٹ ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک طرف کا کرایہ ہے۔ دوسرا وہی کار کا کرایہ شہر پہنچ کر لو کر لوں گا۔"

یہ ایک طرف کا کرایہ اصل کرایہ کے دو گنے سے بھی زیادہ تھا۔ لہذا ڈرائیور دم دماغی نہیں تھا اس کا انتظار کر سکتا تھا۔

عمران جیسی سے ہرگز روٹنوں کی طرف چل چلا۔ جو زیادہ دُور نہیں تھا۔ تھوڑی دُور بعد اس نے خود کو ایک لاٹنی دُور کے نیچے پڑا۔

لے یہ مشین ایک نئی چیز رہی ہوگی اور اس کے دعوے میں دہلیات مرہن کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ دہلیات پہنچانے والے کو صرف اتنی ہی بتایا گیا ہو کہ وہ ایک یہ قوف سا آدمی ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ قوف آدمی لائیں اس قیام کرنے والوں ہی میں سے ہو۔

اس نے بٹری سے تار الگ کیا اور اسے سینٹا ہوا چھانک تک لپٹا چلا گیا۔ پھر نیچے جھک کر دروازے کے نیچے سے اُسے اندر پیچک دیا۔ اسے غرض تھا کہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں وہی آدمی نہ پہنچ جائے جس کے لئے وہ پیغام تھا۔ ہو سکتا تھا کہ سلاش کرنے والے کو اپنی یاد دہش کی نقلی کا احساس ہو گیا ہو۔

پھر اس نے اس تار کو بھی نکال دیا جو بٹری کو مشین سے منسلک کرنا تھا۔ اُس نے سوچا کہ اس کے وہ یہ قوف آدمی آئی آجائے۔ ظاہر ہے کہ وہ دہلیات کے مطابق سرخا پنج کھادیتا اور خود اس کے پے پیچے لگا جاتا۔

اتار کر لینے کے بعد مرہن جیسی کی طرف چل پڑا۔ ڈرائیور اسٹیزنگ پر ہکا ہو والا کھ رہا تھا۔ مرہن نے اُسے جھجھوڑا اور اندر دھنسا ہوا بولا کہ اب مجھے سرخا بل کے اُس چھانک پر لے جاؤ جس سے آمدورفت رہتی ہے۔“

گلاز اسٹارٹ ہوئی اور آگے بڑھ گئی۔ قاصد زیادہ نہیں تھا وہ ایک چمکتے ہی مشرقی چھانک پر پہنچ گیا۔ وہی چھانک سے آمدورفت رہتی تھی۔ مگر اب چھانک بند ہو چکا تھا اور یہاں جیسی کے قریب آگیا۔

”ذرا صابن ہیں۔“ مرہن نے اپنے لیے صابن دیکھ کر کہنے کو کہا۔
”جتنی حضور.... مگر اب دوسرے کے کمرے میں ہوں گے اور ہمارے لئے تخت آرڈر ہے کہ ہم لوہے کے بعد چھانک پر گزرتے کھولیں۔“

”یہ بہت ضروری ہے میں ایک خاص آدمی ہوں۔ یا تو مجھے اندر جانے دو یا میرا کھڑا بھجوا دو۔“

دوہان نے اس کے چہرے پر چارچ کی روشنی ڈالی اور سوچ آف کرنا ہوا۔ ”مجھے کسی دوسرے خاص آدمی کا علم نہیں ہے.... جس کے لئے کیا گیا تھا وہ اندر ہی ہے۔“

”تم میرا کارڈ پہنچاؤ۔“

وہ وہیں غمگین کی طرف غور کرنے لگا۔ ایک مشکل کام تھا۔ خیر سے جیسی طرح تھا کہ عدالت کے کسی چھانک ہوں گے۔ مگر ان اہل فن میں سے ایک بھی مرہن کی نظر میں نہیں تھا کسی ایک پر پہنچنے کے بعد وہی دست کا نہیں کر سکتا تھا۔ خیر کے مطابق اسے چلی چھانک پر پہنچنا تھا۔

وہ دروازے کے نیچے ایک طرف چل پڑا۔ شاید یہ اصل عدالت کے گزرا چلا دہی تھی وہ چل رہا اس کا اندازہ تھا کہ چلا دہی کی کیل کے رہنے میں کیلی ہوئی ہے۔ پھر وہ ایک چھانک تک پہنچ گیا۔ پھر اسے اتفاق ہی کہا جائے کہ سمت بھی چلی ہی تھی۔ یعنی وہی اس عدالت کا چل چھانک تھا۔

مرہن چل مشرق کی طرف مڑ کر آگے بڑھا ہوا اپنے قدم گئے۔ چھانک سو قدم پہلے کے بعد وہاں پہنچا جس کے قریب پہنچ گیا جس کے حلق اس پر اسرار غلطی خیر تھا۔

اس نے جب سے خارج نکلی اور پہنچا جس میں گھس چلا.... پھر دوسرے ہی لئے میں اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اس کے کسی شام کا زمانہ نہیں تھا۔

اسے وہ بٹری بھی مل گئی اور وہ مشین جس میں سے بٹری کا پور شک کر دینے کی ہدایت غلطی سے موجود تھی۔ اور پھر اب اسے وہ دہا بھی نظر آیا جو بٹری سے نکل کر پہنچا جس کے باہر چلا گیا تھا۔ مرہن اسی پر نظر پڑا۔ ہونے باہر نکل آیا۔ اس تار کا سلسلہ چھانک تک چلا گیا تھا۔ لیکن اس کے آگے کا حال مرہن کو نہ معلوم ہو سکا کیونکہ چھانک بند تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے.... یہ تو ایک انتہائی خطرناک کھیل معلوم ہوتا تھا اور یہ کسی بہت ہی چالاک آدمی کی حرکت تھی اور شاید اسے اس کام کے لئے کسی اہم ہی کا انتخاب کرنا تھا کہ وہ اس کام میں مشین کی اہلیت سے ہوا تھا۔ رہا وہ۔ مشین میں چاروں طرف ڈاکا دینے کی ٹکلیاں نہ تھیں اور اس کے چہرے کے آخری سرے پر بھی غائب ایسی ہی ایک مشین رہی ہوگی جو چھانک سے گزرا چلا دہی کے اندر تک چلا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مشین کا سرخا پنج کھاتے ہی دھاکے ہوتے ایک چلا دہی کے اندر اور دوسرا ان چھانچوں میں جس سے خود پنج کھاتے والے کے پے پیچے لگا جاتا۔

ظاہر ہے کہ اصل مہم نے اس کام کے لئے کسی ایسے ہی آدمی کا انتخاب کیا ہو گا جس کے

"کیا مطلب....." سیکری نے گورنے لگا۔

"آپ من سے پچھتے ذکر کیوں تشریف لائے ہیں۔"

"ہم اس لئے تشریف لائے ہیں۔" عمران نے آکر کہا "تشریف نہیں لائے بلکہ ہمیں ایک ایسی لائی ہے۔ سہر حال میں یہ بتانے آئے ہیں کہ اس عمارت میں ایک ایسا ڈاکٹریٹ موجود ہے جو اسے نئے نئے سگر ہاؤس میں تبدیل کرے گا۔"

"سیرے خدا....." پہلا آدمی اچھل چلا لیکن سیکری کی آنکھوں سے بے چینی بھاگتی رہی۔

"اگر یقین نہ ہو تو اسے ساتھ لے کر چلا جائے۔" عمران پھر بولا۔

"کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔" سیکری نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں....." اس نے جواب دیا۔

"یہ ڈسپ کوئی سی بات ہے..... کہیں سے..... میں تو آج تک اس کام نہیں سنا۔"

"آج تو تم سن رہے ہو۔ آج سے پہلے نہ سنا ہو گا۔" عمران نے غصہ سے سانس لے کر کہا۔

"ڈسپ کی کہانی بہت لمبی ہے۔ وہ سکتا ہے کہ کئی شروع کر دیں اور وہ دمکا ہو جائے۔"

"سیرا فیل ہے چھانک کی طرف ضرور چلے گا۔" سیکری کے ساتھی نے مضطرب انداز میں کہا۔

"لیکن اگر کوئی ایسی سی بات ہوئی تو اس کی تمام ذمہ داری تم پر ہوگی۔" سیکری بولا۔

"میں ذمہ داری سے نہیں گھبراتا۔ آپ پھر برا بھلا کیجئے۔" اس کے ساتھی نے کہا۔

"اچھی بات ہے لیکن میں تمہیں مسخ جانٹوں کو بھی ساتھ لے چلوں گا۔"

"ہماری طرف سے تمہیں سوئی اجازت ہے۔" عمران بولا۔

سیکری نے لیکن کے فون پر کسی کو مخاطب کر کے تمہیں مسخ جانٹوں کے لئے کہا اور ان کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا ساتھی اب بھی عمران کو گھورے جا رہا تھا لیکن اب عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

وہ عمران بھی اسے وہاں دیکھ کر حیرت زدہ ہوا تھا۔ وہ سارا جتن دے دے تھا اس کا اس زمانہ کا وقت جب وہ گھر سرور رانی کے شہر کارنامہ آئی تھا۔

جیسے کے لئے وہ کی ہتھکڑی کی سی حیثیت رکھتی تھی اور اس کا سی وقت چل رہا تھا۔

ہو گیا تھا جب عمران نے شہر کارنامہ کی آئی فوری کو خبر دیا کہ قبل اس کے بعد سے پھر آج عمران کو اس کی ہٹل دکھائی دی تھی۔

پھر وہ پھر بھی پادری اور مسخ جانٹوں میں بیٹھ گیا۔

"پہلے جانتا تھا....." سیکری نے تھرا سانس دیا کہ شاید اسے بدلتا ہوا دوزخوں

گزر رہی تھی۔ وہ پہلی چھانک پر آئے اور عمران نے اس کی طرف اشارہ کیا جو ڈیر کی ہٹل

میں چھانک کے نیچے چلا ہوا تھا اور پھر اس کی تاریخ کی روشنی اس سے دیکھ گئی کہ وہ اس کا

دوسرا سلسلہ پہچان رہا تھا۔

"اور وہ بیلری جس کے ذریعے ڈاکٹریٹ کام میں لایا جاتا۔ چھانک کے باہر جھانپوں میں

موجود ہے۔" عمران نے غصہ سے سانس لے کر کہا۔ "ہم نے اس سے الگ کر کے یہاں اندر

ڈال دیا تھا۔ تاکہ وہاری دم موجودگی میں کوئی اسے استعمال نہ کر پائے۔"

سیکری کی جگہ نہ بولا۔ دیکھے اب وہ لوگ ہر کوئی نظر میں رکھے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اصل عمارت کے قریب پہنچ کر رک گئے یہاں ہر ایک بدرویش داخل ہو کر

تاکب ہو گیا تھا۔

سیکری کے چہرے پر ہوا کی ہٹل نے گھس ہوا بد آہستہ سے بولا "دیکھا جانتا میں نہ کہتا تھا۔"

تقریباً چار دہائی بعد وہ ڈاکٹریٹ تک پہنچ گئے جو وہاب رقص ہوا کی خواب گاہ میں۔ کہا

ہوا تھا۔ ان کی مسبری کے نیچے مسبری پر پڑی ہوئی چادر فرش تک چھک رہی تھی۔ اس نے اس

کے اٹھنا کھانے کے جانے کا بھی امکان نہیں تھا۔

وہاب رقص بدحیثیت سے عمران کو دیکھ رہے تھے لیکن وہ کچھ بولے نہیں۔ دیکھے عمران

نے ان کی آنکھوں میں بے چینی صاف پڑھ لی تھی۔ ایسا معلوم ہوا کہ شاید وہ اسے بھی سارے

ی کی ایک حصہ دیکھ رہے ہوں۔

باہر کی جھانپوں میں بھی انہوں نے بیلری اور ڈاکٹریٹ دیکھے عمران نے انہیں بتانا شروع

کیا کہ اسے استعمال کرنے والا بھی کسی طرح ڈیکھ لیا ہو جائے۔

"میں اب یہ کیس پوچھتی ہی کے سپرد کروں گا۔" وہاب رقص چلا آہستہ سے بڑبڑانے

پھر بولے۔ "مگر آپ کو کچھ علم ہو کہ یہاں ڈاکٹریٹ رکھے گئے ہیں۔"

"اگر سزا کی کرنے والے دوسرے کھاتے جب بھی کسی نے کسی طرح علم ہو جاتا۔ ہم ہوا میں جرائم کی ہوسو گھ پیچے پیچے لوٹ صاحب..."

"صاف صاف کہتے جناب... ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی بڑی پریشانی کا شکار ہو جائیں۔"

"ہاں...؟" عمران سر ہلا کر بولا۔ "دنیا کی سب سے بڑی پریشانی ہے کثیر الاولاد ہونا۔ لیکن ہم نے ابھی تک شادی ہی نہیں کی اور نہ اولاد کے دارے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے سب ٹھیک ہے۔"

"دیکھا چہ شک... بھان اٹھ... کیا کتہ جان فرمایا ہے شہزادہ عالی وقار..."

چہ نہ نے بدست کیا اور نواب صاحب اس کی طرف مجھ پر نہ۔

"کیا تم انہیں جانتے ہو..."

"یقیناً حضور والا... اگر میں اس سے واقف نہ ہوتا تو یہ کھلا آپ کی خراب گاہ میں کیے داخل ہو سکتے۔"

"یہ کہاں کے شہزادے ہیں؟"

"شہزادے... جناب... شال کی طرف... دوٹوٹے دوٹوٹے پہاڑوں کے درمیان... جہاں برقی چٹانیں... چہ بہ بات کو خود بخود طول دینے کا تھا کہ عمران بول چلا۔ "ہم دانی"

دھپ کے سب سے بڑے نور نظر ہیں... لکھ لکھ جگر جگر۔"

"گھمپ... میں نے اس ریاست کا نام پہلا بار سنا ہے۔"

"چلتے نہیں لیا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بیتورے ایسے بہ نصیب بھی ہیں جنہیں شاہی زندگی بھر مستغیب نہ ہو۔ ویسے ہم آپ سے اس مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ تہائی میں تھوڑا سا وقت دیں گے۔"

"نہیں مسئلے پر..." نواب رفعت چاہے ہو گھورتے ہوئے ہلے۔

"کیسی مسئلہ... سنی کہ پہلادیاں والا... ہائی بی۔"

"تم انہیں ابھی طرح جانتے ہو..." رفعت چاہے نہ چہ دے پوچھا۔

"ج... جناب والا... ابھی طرح... آپ مطمئن رہتے... شش... شہزادہ عالی"

دقار... محض سکندر واسطو رکھتے ہیں... کم... مطلب یہ کہ..."

"آئیے میرے ساتھ..." نواب صاحب کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ وہ ایک کمرے میں آئے۔ رفعت چاہے کے ساتھ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں آیا تھا۔

"ہمارا قیام ان لڑکیاں ہے نواب صاحب..." عمران نے کہا۔

"تقریباً رکھتے..." نواب صاحب نے ایک بار پھر اسے پیچے سے پوچھ کر کھڑے ہوئے کہا۔ عمران ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہم رات کا کھانا کھا رہے تھے کہ ایک قاب میں ایک پجاری نظر آئی۔"

"کیا مطلب..."

عمران نے جب سے وہی کاغذ نکال کر ان کی طرف بوجھا دیا جس نے اسے اس وقت یہاں آنے پر مجبور کیا تھا۔ رفعت چاہے نے دھنسنے لگے۔ عمران بہت غر سے ان کے چہرے کا جائزہ لے رہا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ چہرے کا رنگ پیکا پڑنا چاہا ہے۔

"یہ... یہ کاغذ..." وہ تھوک گل کر بولے۔ "آپ کو کہاں ملا تھا؟"

"چاندنی کی قاب میں..."

"میں کیسے یقین کروں..."

"اگر آپ یقین نہ کریں گے تو ہم روتے روتے مر جائیں گے۔ قہر اس سے قتل ہی نہیں یہاں سے کھٹک جاتا چاہئے تاکہ ہماری جھجھور دھنیں کا ہر آپ پر نہ پڑے۔"

عمران کرسی سے اٹھ گیا۔

"آپ اتنی آسانی سے جنسی کاہنیں گے جناب..." رفعت چاہے نے غٹ لپکتے میں کہا۔ "اوه... تو کیا آپ ہمارے لئے لونٹ گاڑی منگوا لیں گے۔" عمران نے حرمت سے کہا۔

"کیونکہ دنیا میں وہی ایک دشوار ترین سواری ہے۔"

"آپ میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کیجئے..." رفعت چاہے کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔ "آپ اس وقت تک میرے باہی گاڑی گھرائیں میں رہیں گے جب تک کہ آپ لیس نہ آجائے۔"

"اگر پوچھ لیس نے میں بھٹکانے سے انکار کر دیا تو کیا ہو گا۔"

"یہ آپ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔"

"ہم سے بڑی زبردست ٹٹلی ہوئی رخت چلا۔" عمران نے ہر دھڑکے میں کہا۔ "میں چاہتا تھا کہ ہم مٹھن کا سر لٹو سکاڑے۔"

"کیا آپ نے ٹٹلی کی سوجھ بوجھ میں بھی یہ جھوٹا کہہ سکیں گے؟"

"میں نہیں... کیوں نہیں... لیکن آپ کہہ کر ہم پوئیس والوں کو جاہت کر دیتے گا۔" ایتنا سرخ تو بیاں اتار کر ہمارے سامنے آئیں گے۔ ہمیں صرف سرخ تو بھینچنے سے وحشت ہوتی ہے تو اب صاحب... ہاں... خیر... لیکن پوئیس کے آنے سے پہلے ہی اگر آپ پہلاری کا رو ہم پر ظاہر کر دیں تو بہتر ہے۔"

"میں اب اس مسئلے میں کوئی کھنگھٹ نہیں کرنا چاہتا۔"

"تف... ہاں... جی جی بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔" عمران غلطی سامنے لے کر بولا۔ "ہم نے سنا تھا کہ شہزادہ امین بھی ہوئی لیکن سوچ بچلیں بکثرت ملتی ہیں اس لیے ہم نے یہاں قدم رچہ فرمایا تھا۔" عمر صہت۔

تو اب رخت چلا نہ بیڑ پر رکھی ہوئی ٹٹلی کاٹنی دلیلا اور دوسرے ہی لمحے میں دو مسلح پٹھان کرے میں داخل ہو کر خاموشی سے کھڑے ہو گئے۔

"تم ان پر نظر رکھو۔" رخت چلا نہ ان سے کہلا کر کرے میں چلا گیا۔

پٹھان اردو لڑے پر جم گئے ان کا ہاتھوں میں دیوار تھی۔ عمران کرسی پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدلا رہا۔ دو سوچ بھی نہیں سکا تھا کہ اس کے ساتھ یہ بڑا کیا جانے گا۔ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ رخت چلا کے لیے اس قسم کا کوئی واقعہ غیر حرج نہیں تھا لیکن شاید وہ سادش کرنے والوں کی غصیٹوں سے واقف نہ تھے ورنہ وہ اسے ہر حرج سے بے خبر آتے۔

عمران نے دونوں پٹھانوں کو اپنی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ چارے بڑوں کی طرح خاموشی کھڑے رہے۔ تقریباً پانچ گھنٹے تک اسے وہیں بیٹھے رہنا پڑا۔ پھر اطلاع ملی کہ پوئیس آگئی ہے جس ملازم نے اطلاع دی تھی اسی نے بتایا کہ عمران کو ہال میں طلب کیا گیا۔

"اباڑی بڑی تو ہیں کی جلدی ہے ہم تو رخت چلا پر جنگ عزت کا مقدمہ چلا رہے۔"

عمران نے فیصلے لگے میں کیا لیکن اسے ہال تک جانا ہی پڑا کیونکہ دونوں پٹھان قتلے ہر مری طرح سر پر سوار تھے۔

ہال میں تو اب رخت چلا دو سب انچکڑوں اور پانچ بادر دی کا ٹھیلوں سمیت نظر آئے۔ عمران بڑی لاہروا سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پوئیس والے اُسے نرمی طرح غور رہے تھے۔ کیونکہ اب عمران کے چہرے پر اچھی طرح حفاقت رہنے لگی تھی وہ بھی اس کی طرف دیکھتے اور بھی تو اب رخت چلا کی طرف۔

"آپ کہاں کے ٹھہرے ہیں جناب۔۔۔۔۔" ایک سب انچکڑے اس سے پوچھا۔ "شاید کسی قیمتی خانے کے ہیں۔" عمران نے فیصلے لگے میں جواب دیتا۔ "نہ دیکھتے ہیں سوال لے چلا آ رہا ہے۔" ڈھپ کا ٹھکانہ ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم ہر ایک کو ڈھپ کا جھڑپہ بکھاتے پھر رہے۔"

"آپ کہہ کر ہم سوالات کا جواب دیتے وقت جھکا رہے۔" سب انچکڑے ٹٹک لگے میں بولا۔

"ہم یہاں اٹھتی جھکا ہیں۔" سنا ہے کہ بہت احتیاط سے یہاں آ کر گئے تھے۔" عمران نے جواب دیا۔ اس کی حفاقت آمیز سنجیدگی میں ذرا براہ بھی فرق نہیں آیا تھا۔

"آپ کا نام سنا دلہت۔۔۔۔۔ دسکوت۔۔۔۔۔ بتائیے۔۔۔۔۔ آپ کا تحریری بیان ہو گا۔ اگر آپ یہ نہ ثابت کر سکیں کہ آپ کسی ریاست کے ٹھہرے ہیں۔ تو۔۔۔۔۔"

"ہاں ہم چاہتے ہیں کہ اس صورت میں ہمیں بہت دھم دھماکے کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا۔" سیکریٹری کی جگہ لا حول۔۔۔۔۔ وہاں یہاں کہاں سے ابھرا سیکریٹری۔"

"مئی نہیں۔۔۔۔۔ آپ کو حوالات کی ہوا کھانی پڑے گی۔" سب انچکڑے جھکا کر کہا۔ عمران نے چاروں طرف دیکھا اور بڑے بڑے دکھانے میں بولا۔ "میں حوالات میں رکھنے کا مطلب یہ ہو گا کہ۔۔۔۔۔"

دکھانے کے کی آواز آئی اور ایک فوجی سامنے والے دروازے میں بچست نظر آیا۔ وہ ہائیں چاہا۔ وہلی ٹکڑی سے آیا تھا۔ کچھ دیر کے لیے ہال کی فضا پر قبرستان کا سا ساٹا مسلط ہو گیا۔ پھر سب سے پہلے تو اب رخت چلا اپنی جگہ سے اٹھے اور جیت کر کھڑکی بند کر دی۔ کسی سے فوجی آیا تھا۔ پوئیس والوں نے بھی کرسیاں چھوڑ دیں لیکن عمران پر دستور بیٹھا۔ اب اس نے صرف ایک بار ہی اس فوجی کی طرف دیکھا تو اب اس طور پر بیٹھا کان کھجا رہا تھا۔ جیسے کسی نے بہت سی

بھڑے حم کا ذوق کیا ہو۔

نوب رخصت ہلانے بھڑے سے بھلا لیا تھا اور اب اس کا قند کی جھیں کھول رہے تھے۔۔۔۔۔ بھڑے کے دمنے سے لپٹا ہوا تھا۔

وہوں سب انہی کے قریب ہی کھڑے تھے۔ دفعتاً عمران نے کہا۔

"مگر یہ بھڑے کسی کے چہرے میں جیسے ہو جاتا تو۔۔۔۔۔ لیکن آپ لوگوں کا طریقہ ان کا دل وہ ہے کہ کم از کم اوصاف میں قویا نہیں ہو سکتا۔"

ایک سب انہی نے کہاں کر نہ اساتہ بھلا اور کاشتیلوں پر بھڑے لگے۔ "بائیں تم لوگ کھڑے نہ کیا دیکھ رہے ہو۔ دیکھو گل کر جانے نہ پائے۔"

دوسرا سب انہی پر شاید اس سے جو بھڑے کا کاشتیلوں کو ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ اور نوب رخصت ہوا اس حالت کو دہتے رہے۔ بھڑے والے کا قند پر انگریزی حرف میں غائب کی گئی تھی۔ پڑھ چکے کے بعد بھی اسے سخی میں دبا رہے لیکن ساتھ ہی وہ عمران کو بھی کھورے جا رہے تھے۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" سب انہی نے کہا اور رخصت ہوا چمک چمکے ان کے چہرے کی ہیریاں کچھ اور گہری مضموم ہونے لگی تھیں۔ ان کی عمر ساتھ کے لگ بھگ دی ہوئی۔ جسم اب بھی بہت اچھا تھا۔ اگر چہ اسے ہیریاں نہ تھیں تو وہ بچاؤ سے زیادہ مضموم نہ ہوتے۔ ویسے وہ روزانہ شہر کرنے کے عادی تھے۔

"ظہیر ہے۔۔۔۔۔" انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "اب اگر یہ بات آپ لوگوں کے سامنے آگئی ہے تو میں شرمناک سے تکاناں گا۔"

نوب رخصت ہوا خاموش ہو گئے تھے۔ ان کی "گھوڑوں سے گہری تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔ دفعتاً سب انہی نے انہیں ٹوکا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔"

"ابا۔۔۔۔۔ دیکھئے۔۔۔۔۔ وہ بھڑے چمک چمک رہے۔" میں دراصل یہ سوچ رہا تھا کہ اس قسم ہو شرمناک کی داستان کو کہاں سے شروع کروں۔۔۔۔۔ میں نے سیکس روہم کے پر اسرار بادل بھی پڑے ہیں۔"

"فنا چمکی کی مثال بھی چڑھی ہے آپ نے۔۔۔۔۔" عمران نے ہلکے کر پوچھا۔

"آپ پر لو کہم خاموش رہتے۔" نوب رخصت ہونے کے فاصلے آواز میں کہہ

"جب پھر آپ نے ممالی کی فنا چمکی۔۔۔۔۔ اُور۔۔۔۔۔ فنا چمکی ممالی کیا چڑھی ہوگی۔"

"خاموش رہتے۔۔۔۔۔" سب انہی نے بھی عمران کو ٹھکڑا۔

عمران جیب میں جو رقم کچھ کچھ تلاش کرنے لگا اور رخصت ہوا بولے سیکس روہم کے پڑ اسرار بھولوں کی طرف سے بھی ایک پڑ اسرار داستان ہے۔ لیکن شاید بیسویں صدی کا ذہن اسے قبول نہ کرے۔ لیکن اب جب کہ حالات اسکا عقل اقتدار کر چکے ہوں تو مجھے زبان کھولی ہی پڑے گی۔"

لیکن اگر اسی وقت سے کھلتی رہی تو شاید ہمیں ایک ہلاک ہمیں بھلا رہا پڑے گا۔" عمران نے اپنی آنکھوں کو گردش دے کر کہا۔

"آپ پھر بولے۔۔۔۔۔" سب انہی پر غلہ۔

عمران نے دوسری طرف مت بھڑک لیا۔ رخصت ہوا نے پھر وہی داستان شروع کر دی۔

"مجھے دراصل فنی مصوری کے نوادرات متع کرنے کا شوق ہے۔ میرے پاس ہتیرے مشہور مصوروں کے نوادریں کھڑے ہیں۔ دور دور سے لوگ انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ اچھے سال ایک برسن بھی یہاں آیا تھا جو بہت روانی کے ساتھ مسکرت ہول سکا تھا۔"

"مسکرت تھانہ کھاتی جاتی ہے۔" عمران تشویش کی لہجے میں بیڑا لیا۔ لیکن نوب رخصت ہوا اس کی طرف دھیان دینے بھڑکتے رہے۔ "اس برسن نے مجھے تین تصویروں کے سے دس ہزار روپے کا آفر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ میں نے انکار کر دیا ہو گا۔ وہ شوق کے تمن خاطر تھے اور برسن کا کہنا تھا کہ اس کے فرستے کے کسی ذہنی پیشوا کی تخلیق تھے وہ خود کو شوق کا پجاری کہا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ اس نے اس شوق پرست فرستے کے دائرے کہاں سے طے کرتے تھے۔ بہر حال اتنا بتا سکا ہوں کہ وہ بھی آفتاب پرستوں یا ستارہ پرستوں کی طرح شوق کا پجاری تھا۔ اس نے کافی دیر تک مجھے اپنے مذہب کے حقائق بتایا تھا۔ قصہ قصہ وہ ان تین تصویروں کو مصلحت اس لئے فریاد کیا تھا کہ وہ اس کے کسی ذہنی پیشوا کی عکاسی ہوئی تھیں۔ میرے انکار پر اس نے مسکرا کر کہا تھا کہ وہ بھی نہ بھی صحیح تھی اور ان تک پہنچی جا سکتی تھیں۔ میں نے پوچھا

”است میں ہیں کیا چاہو۔“

”کیوں کہ آپ فرما رہے ہیں جناب۔“ سب انہیز بول پڑا۔

”تم خاموش رہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کر رہے۔“ عمران نے فضیلی آواز میں کہا اور سب انہیز جی جگڑا کھینک میں آگیا۔ خانہ نواب دو دہلی سوچا ہوا تھا کہ عمران کے بیان میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہے۔ ورنہ وہ اس طرح آکا کرہا نہ۔

”میں ابھی نہیں ہوں۔“ نواب رفعت پھانسی پڑا تھا پھر نے ہرے ہوئے۔

”دنیا کی ساری انہیزیں رخ ہو جاتی ہیں بشرطیکہ آدمی عقلی حکیم نہیں کہہ سکتے ہیں اُسے اور سیم سیم بشرطیکہ آدمی عقل سحر و جادو ہو۔“

”کیا آپ نہ جانتے کہ نواب رفعت فرما رہے۔“ نواب رفعت چوکی پر بیٹھا پڑ گیا۔

”حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب۔“ عمران نے جس نے تحقیق کرنے کے لئے اس میں کہا۔ ”ہم خود بھی عقل سحر کے سحر نہیں چاہتے اس لیے اس وقت استعمال کر بیٹھے ہیں جن میں سب پڑا ہے کہ کچھ تو ہم نہیں کھڑے سیم سیم بھی کہتے ہیں۔“

”پھوڑے جناب۔“ سب انہیز نے نواب صاحب سے کہا۔ ”آپ جو چاہو بھی کہیں۔“

”فوری طور پر اس کی قبیل کی جان۔“

”ہوں۔“ فطیر کے ”نواب رفعت چوکی پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ خیال ہے کہ بھی انہیز راست میں نہ بیٹھے۔“

”آپ نہ مرمی مگر ایسے یہ معاذ بہت عجیب ہے کہ کائنات میرے ہر

پتہ پر گھومنے والا بھی وہی ہے۔ اور آپ کا دھڑکا ہوا وہی ہے۔“

”خداوند! اور خود کو اپنے چہرے پر اسے خداوندی پیر نے کھینچے پیر ہٹ کر رہا۔“

”جہاں آپ رون کر بیٹھے اور ان کا بیان لگے بیٹھے۔ لیکن یہ بی اہل گری میں ہیں۔“

”نواب صاحب نے خاموشی سے اس طرف دیکھا تو آگے گام بٹکت چلا۔ ہاتھ نہ اٹھا۔ یہ کس معصوم ہوتا تھا کہ اس نے اس آدمی سے کہ وہ دلی گفتگو کا یہ لفظ بھی نہ

ہو۔

”خداوند! یہ خداوندی کا بیان تو یہ کیا ہے۔“ یہاں اپنے وقت اس سے کوئی حاشا نہ رہا۔

نہیں ہوئی ویسے سب انہیز آئے اور ہر محو نے لگتا تھا جیان ختم ہو جانے کے بعد سب انہیز نے اس سے کہا۔ ”آپ کو اسی وقت میرے ساتھ اٹھنا چاہئے گا۔“

”کیوں؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں وہاں آپ کے بیان کی تصدیق کروں گا۔“

”مکن ہے۔۔۔ ہم چل سکیں گے۔“

”آپ صرف ایک شرط پر انہیز یہاں سے لے جاسکتے ہیں۔“ نواب رفعت چوکی پر

پڑا۔

”کس شرط پر جناب فرمائیے۔“

”آپ انہیز وہاں لے کر نہیں آئیں گے۔ میں اپنا اطمینان کچے بلیر انہیز۔“

پھوڑوں گا۔“

”آپ مطمئن رہئے۔۔۔ میں انہیز یہیں پھوڑا ہواں گا۔“ سب انہیز نے جواب دیا۔

”شکریہ۔“ نواب رفعت چوکی پر لے کر یہ حضرت بھروسہ میں سے ہیں تو میں انہیز

بلور برقیال رکھوں گا۔ میں نے ان واقعات کو یاد دہرا دیا۔ اس نے بھی انہیز کی تھی کہ میں

ایسے ”دوسروں سے پڑنا جانا ہوں۔“ بلور ضرور ہو گیا ہوں مگر اب بھی جسم میں اتنی جان رکھنا

ہوں کہ دو چار کو ایک وقت کھانے لگا سکوں۔“

”کھانے۔“ کھانے کی مشین ہم نے آج تک نہیں دیکھی۔“ عمران مسکرا کر اصرار

بولا۔ ”چلے انہیز صاحب۔“



”انہیز میں سب سے پہلے اس دیکر کی حاشا ہوئی جس سے عمران کی میرے کھانا لگایا تھا۔ وہ

جلدی ہی مل گیا۔ اس نے اعتراف کیا کہ کھانا اسی نے عمران کی تیر پر لگایا تھا۔“

”لیکن اس نے سحر نہ کیا ہوا ہے۔“ کتنی میں نے کھانا نہیں لگایا تھا۔ بندہ دشمنی

میں لگا ہوا ہی مجھے لگا تھا۔“

”کھانا کتنی میں کس نے لگایا تھا۔“ سب انہیز نے سولی یاد

"دیر خبر تیرہ دنے جناب اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ غلطی سے میرے پتے کی بڑوں
میں سے ایک کا آڈر لے بیٹھا ہے۔ لہذا میں نے کشتی اس کے ہاتھ سے لے لی۔"

"دیر خبر تیرہ کہاں ہے۔" سب انہیکر نے پوچھا۔

"غیر ہے اسے ابھی بلوا ہوا۔" غیر نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور ہر پر رگی
ہوئی تھکی پہلی چڑا سی نذر آگیا اس سے دیر خبر تیرہ کو جانے کے لئے کہا گیا۔

"مگر جناب معاملہ کیا ہے۔" غیر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔ "کیا اس کمانے کے حقیق کوئی
خبر ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہ سنا سکاں گا۔"

سب انہیکر نے خشک کچھ میں جواب دیا اور غیر ایک طویل سانس کے ساتھ کرسی کی پشت
سے ٹک گیا۔

کچھ دیر بعد چڑا نے آکر اطلاع دی کہ دیر خبر تیرہ غائب ہے۔

"غائب ہے۔" غیر آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "مگر کچھ تو غائب ہے کیا اس کی اپنی قسم
ہو چکی تھی۔"

"نہیں صاحب۔" ہر دائرہ صاحب سے اجازت حاصل کئے بغیر کہیں چلا گیا ہے۔

"میں دیر خبر تیرہ کے حقیق ضروری مطوعات پاتا ہوں۔" سب انہیکر فرمایا۔

"بہت بستر جناب۔" غیر نے کہا اور چڑا سے کہا کہ وہ ہر دائرہ کو بھیج دے عرض
میں وہی سوئور تھا لیکن وہ ایک لفظ بھی کہیں بولا یہ اب اس کے چہرے پر حافقت ہی
حافقت نظر آ رہی تھی۔

ہر دائرہ۔۔۔ غیر نے کمرے تک پہنچنے میں تقریباً اس منٹ لئے۔ وہ ایک دھچکا محسوس
آدی تھا۔ آنکھیں بند کر کے وہ محسوس ہوئی تھیں اور گھبراہٹ کی ہڈیاں بدلتی کی حد تک ابھری ہوئی تھیں
اور وہ شاید صرف ایک ہی سے سہاں نہیں لے سکتا تھا کہ اس کے ہونٹ ہلکا سے رہتے
تھے۔

"دیر خبر تیرہ کہاں ہے۔" غیر نے اسے کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مقصود اس کا بھی نہیں ہے جناب۔" ہر دائرہ ایک سے علی بولا۔ "میں اب یوں جانے

کی اجازت دے کر کہاں گئے سخت غلطی کی ہے جناب۔۔۔"

"میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں۔" غیر فرمایا۔ "یوں ہی دیر کا قصہ کسی دوسرے وقت کے
لئے اٹھا رکھو۔"

"وہ مجھ سے پوچھ کر کہیں گیا۔" سرکشی یونین ی نے سکائی ہے ابھی کیا ہے
آگے آگے دیکھتے ہوئے کہ "اس نے سب انہیکر کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے یونین
بلا ہوئی کوئی۔" م۔ ہو۔

"وہ اپنی پڑھا۔" سب انہیکر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔" جناب۔

"اس کی اپنی کے کوکات میں دونوں کیا تھے۔"

"چھ سے بارہ بجے رات تک۔"

"میں اب کب سے کام کر رہا تھا۔"

"دیکھتے تھے۔"

"کیا وہ۔" غیر ایک ایک چٹک کر بولا۔ "کیا وہ کوئی نیا آدمی تھا۔"

جی ہاں۔ لہذا پچھلا ہر تیرہ دن پڑ گیا ہے اس لئے اسے حادثی طور پر اس کی جگہ رکھ گیا
ہے۔

"کہہ۔" غیر پھر ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ اس کی آنکھوں
میں آنکھوں کے آہر تھے۔

"دیر کا کام اور پتہ۔" سب انہیکر نے اپنی پاکٹ ڈائری کے ورق اٹھتے ہوئے کہا۔

دیر کے کام اور پتے کے لئے ہر دائرہ کو تقریباً سات یا آٹھ منٹ تک غائب رہا۔
کام اور پتہ مل جانے کے بعد بھی سب انہیکر نے ہر دائرہ کو اس دیر کا پتہ نہیں چھوڑا جس
نے عرض کی تھی کہ کھانا لگا دیا اس نے غیر سے کہا "میں دنوں کو تھکے ہوئے ہوں۔"

"میں جناب نہیں۔" ہر دائرہ نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

"جب تک کہ اس دیر خبر تیرہ کا پتہ نہیں ملے گا تو تم لوگ حراست میں رہو۔"
دیر بھی گڑبڑانے لگا۔ ہر دائرہ بھی خوف زدہ نظر آ رہا تھا لیکن اس نے اپنی ہات بند

ٹائیڈ فیر کو اس پر خدہ آگیا اور اس نے ذرا سخت جھج میں اس پکڑا دھکی کر رو پافت کر۔
 "آپ رلو کر ماموش رہنے" سب انپکڑ کر پھرتے تھے دوسرا دست اختیار کرنا چاہے گا
 آپ کا یہ ہوئی قتل اور عدالت کری کی سزا سن کر ماما ہو ہے کیا آپ اس سے بے خبر ہیں۔"
 "کیا مطلب ؟" وہ فتن فیر کے چہرے کا رنگ لالہ کیا۔
 "کچھ نہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ سب انپکڑ اٹھا ہوا ہوا۔ فیر کے کمرے کے
 باہر کا فضیل موجود تھے۔ انہوں نے سپر دائرہ اور دیگر کچھ سنبھال لیا۔
 "آپ" "عمران کمرے سے باہر آکر ہوا۔ "ہم اپنا سامان بھی کیوں نہ بیٹے بیٹیں۔ کیونکہ
 اب ہمارا قیام مستقل طور پر سرورثی محل میں رہے گا۔"
 "کچھ" "ہاں" سب انپکڑ ایک ایک چمک چمک پڑا چھو وہ عمران کے متعلق بیوی کی

اور

"خبر بے لومر آچے۔۔۔" وہ بارہ فیر کے کمرے کی طرف بلا ہوا ہوا۔ "کوئی
 میں پہلی کر اس نے فیر سے قیام کرنے والوں کا رجسٹر طلب کیا۔ دو دراصل عمران کا صحیح نام
 اور پتہ لکھا پتا تھا۔ عمران اپنی جگہ قلعی مطمئن تھا کہ اس نے اپنا نام کنور سلیم درج کر لیا
 تھا۔ اتنے چنے میں اوصپ کی بجائے اپنے شہر کا نام لیا تھا۔

سب انپکڑ رجسٹر پر نظر جمائے ہوئے سر پہ تامل پھر اسے بند کر کے عمران کی طرف
 ہوا۔ "میں کچھ کے اپنے ہر نکل آیا۔ عمران بلا سے یہ واقعہ انہوں میں پتا ہوا اس کے ساتھ انگریزی کی
 کچا ڈیک آیا۔

"اگر ہم ہم بھول گئے ہمیں یہاں سے اپنا سامان لینا تھا۔" اس نے کہا۔

"ابھی نہیں" سب انپکڑ کا لہجہ درست تھا۔ وہ چپے ہوئے پولیس کار تک آئے۔

"آپ نے رجسٹر والے چنے میں اپنی ریاست کا حوالہ نہیں دیا۔" سب انپکڑ نے کہا میں
 جیتے ہوئے ہوں۔

"ہاں" ہم عام طور پر یہ کہیں ظاہر کرتے کہ ہم ڈھمپ کے شہر لہے ہیں اگر ایسا کریں
 تو ہمارا زعمہ رہتا محال ہو جائے گا۔"

"کیوں کیوں؟" سب انپکڑ نے کارسلٹ کر دی۔

"لاکیاں پھر کتنی ہیں ہمیں آؤ گریف کے لئے اور دھکا کرتے کرتے ہمارے ہاتھ دھک
 جاتے ہیں۔"

"صورت ایسی ہی ہے آپ کی۔" سب انپکڑ نے جٹے جٹے کچے میں کہا۔

"نہیں" صورت سے تو ہم بالکل چند معلوم ہوتے ہیں۔" عمران نے اپنی سنجیدگی سے
 کہا کہ سب انپکڑ فقہہ کسی طرح نہ روک سکا۔

"اب ہم سرورثی محل سے پیسے کو قتل چلیں گے۔ کیا ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کو قتل میں اس
 وقت موجود ہو گا۔"

"کیوں کیوں؟" سب انپکڑ نے حیرت سے کہا۔

"ہمیں جو فنی" ابھی تک ہمارے ساتھ بہت کم قیروں کی گئی ہیں۔ ٹائیڈ آداب کا نہیں
 نہیں۔ لکھا کہ اب ہم ضلع ہر کے آفیسروں کے سٹیوٹ لینے پھر رہے ہیں تاکہ کسی عمران ہمارے
 دس کو قرار آئے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ہمیں خود دھکی ہی کرنی پڑے گی۔"

سب انپکڑ اس انداز میں خبر پڑا جیسے وہ کسی اچانک کی بکواس سن رہا ہو۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا "میں نہیں سمجھ سکا کہ نواب رفعت جلا یک بند اتنے نرم کیوں
 پڑ گئے تھے۔"

مرد۔ یہ ہم چنے ہیں شہر کو شہر بیکھتا ہے۔ آپ لوگ تو صرف چوروں کو بیکھنا جانتے ہیں۔"

"کیا آپ سمجھ رہے ہیں کسی قسم کی چٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"نہیں" ہم کٹیو مشس کے قائل ہیں اور کٹیو مشس کے زمانے میں سب انپکڑ نہیں
 ہوا کرتے تھے۔"

ہم صحاب آپ رلو کر ماموش رہنے۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ کار سنسٹن سڑکوں پر دوڑتی رہی غائباب وہ سرورثی محل کی
 طرف چل رہی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران نے فٹنی سانس لے کر کہا "کاش ہم اس وقت ڈھمپ میں ہوتے۔"

"اب بہت جلد ڈھمپ پہنچ جائیں گے۔" عمران کہتے۔ "سب انپکڑ نے سسکا کر کہا۔ "میں تو

اسی وقت پہنچا جتا مگر نہ جانے کیوں نواب صاحب ڈھیلے چڑھے ہیں۔"

"نہرہ بھر سکے۔" "مران نے لاپرواہی سے کہہ کر سر دوش گل جانے والی سڑک پر دوڑتی رہی۔

"نواب رخصت چاہے کے تو درجنوں بچے ہوں گے۔" مران نے پوچھا۔

"نیکو دلہ لاؤں ہیں انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔" سب انہیز نے جواب دیا۔

"مارے تو اتنی بڑی عمارت میں تہہ رہتے ہیں۔" مران نے حیرت ظاہر کی۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ایک بچہ بھی ہے۔"

"نہرہ" "نہرہ" مراد مراد صل یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہیں ہمارا دل نہ گھرا گا۔"

"تھیں نہیں شہنشاہ صاحب۔" سب انہیز نے مسکراتے والے انداز میں کہا۔

مران خاصوٹی ہی بلچہ نہیں وہاں صاحب خاصوٹی ہو گیا تھا یہ نیکو کار کا بڑا تھا۔ توڑی دیے بعد وہ سر دوش گل کی کھوکھڑ میں داخل ہوئے۔

رخصت چاہا ابھی تک سوئے نہیں تھے اس بار مران نے ان کے رویہ میں کافی تبدیلی محسوس کی۔ اس نے انہیں سب انہیز سے کہتے سنا۔ "بہتر میری اصل چننا ہو گی تھی۔ یہ بچا ہے تو میرے محسن ہیں۔"

"آپ خود چلائے۔" مران نے نرا سامنا کر کہا۔ "ہمارے ڈھپ میں چلائے تیرے کو کہتے ہیں۔"

"میرے بچے افسوس ہے۔" رخصت چلا کر۔

"اچھی بات ہے حضور لایا بیات ہیں۔ اس لئے ہم بچا کرے نہیں ہو سکتے آئندہ ڈھپ کے کسی باشندے کو بغیر تحقیق جاننا نہ کہتے گا۔"

سب انہیز مران کو نکال کر کرتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا۔

"آپ بتاتے جناب۔۔۔" رخصت چلا کر خوں مانس لے کر چلتے ہوئے لڑے۔

"کیا قاتل۔۔۔ ہم اگر کچھ لگیں گے تو آپ کے شبہات میں ترقی ہوگی۔"

"میں کچھ تو فرمائیے۔"

"آپ فرمائیے۔" مران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"فرق کا مطلب ہے دھوکے باز کہتے تو مران، قادی، سترہ جی کرکائی اور بنگالی میں بھی مطلب تائید۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں۔" رخصت چلا کر کہہ رہی تھی۔

"شوق پرستی قسم کے کسی مذہب کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔" مران بولا۔ "میرے

خود شوق پیچھے سے کوئی وجود نہیں رکھتی۔ ذرا ذہم میں مظاہر پرستی ہوتی تھی۔ لیکن صرف

ان مظاہر کو مجبور بنایا جاتا تھا جو انسانی زندگی پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہو سکیں۔ مظاہر چاند

اندھیرا دور کرتا ہے۔ اس لئے اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ سورج سے حرارت اور روشنی ملتی ہے

اس لئے اسے مہوہ بھایا گیا تھا۔ ستارے اندھیری راتوں میں رہتائی کرتے ہیں اس لئے ان کی

پرستی کی جاتی تھی۔ ہم دنیا کے سارے مذہب کا یہ تصور ہی بہت غلط رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں آج

سے پہلے شوق پرستوں کے وجود کا علم نہیں تھا۔"

"آپ نے مجھے فرمایا کہ۔" رخصت چلا کر آؤ صاحب بھی فیصلی ہی تھی۔

"محکم ہے بے خودی میں کہہ دیا ہو آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا۔"

"میں آپ پر بلاشبہ حقیقت عرفی کا دعویٰ کر رہا ہوں۔"

"نہیں ایسا نہ کیجئے گا۔" مران نے غم ناک لہجہ میں کہا۔ "ورنہ اگر عدالت میں بھی ہم پر

بے خودی طاری ہوگی تو ہم پانچویں پر چڑھا دیئے جائیں گے۔"

نواب رخصت چلا کر اس سے اور کہنے کے انداز پر بے ساختہ ہنسی آئی۔

"آخر آپ ہیں کیا۔" انہوں نے ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جائے بے دریا۔" "مران نے بڑی مصمیت سے جواب دیا۔ "لیکن ہم سوچ رہے

ہیں کہ آپ بھی جیسے دل کر دے والے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی اور کی خواب گاہ میں ڈانٹ

بھی نہ آئے ہو تو وہ بھڑکے ہوئے ہوتے ہیں۔"

"میری زندگی ہمیشہ سے ہنگامہ آفرین رہی ہے۔" نواب رخصت چلا کر جواب دیا۔

"آپ وہ جیسے تصویر ہیں انہیں دے کر اپنا چھپا کیوں نہیں پھرتا۔"

"ہاں ہاں۔" اس نے ہنسی "ہاں" کے ساتھ رخصت چلا کر پھر غصہ آیا اور وہ لڑنے کر رہے

"میں نہیں ہلور رہی ہوں کون گھر سمجھے۔" "اگر میرے خاندان والوں میں سے کسی کو بھی

"قاتلہ ہم نے بھی جی کہا تھا۔" مرغان بولا۔

"سر سلطان میرے عزیز ہیں۔ میں اچھی باتیں ترک کال کرتا ہوں۔"

"خبردار... خبردار... مرغان سر بٹکا کر بولا۔ "ان سے بچنے کے لیے شہزادہ ڈھمپ کس پاسے

لا آؤں ہے۔"



رفتہ چاروں کو بھی اس کمرے میں ساتھ لے گئے۔ جہاں خون رکھا ہوا تھا۔ تقریباً
تین سو دوسرے سلطان سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

"کیوں؟ رفتہ کیا بات ہے خبریت ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"خبریت ہی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی پرل آف ڈھمپ کو چاہتے ہو یا نہیں۔"

"پرل آف ڈھمپ؟" سر سلطان کے کچھ میں حیرت تھی۔ "کیوں؟"

"اور یہ بھی صاف کرنا میں نے نوہو کو کہا تھا کہ اس وقت تکلیف دی اس نے۔ تم کہ تم

اسے چاہتے ہو۔"

"تو میں نے کب کہا کہ نہیں چاہتا؟"

"چاہتے ہو۔ وہ اس وقت تک میں میرے پاس موجود ہے۔"

"مگر کیوں موجود ہے؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ کبھی، جہیزان سے بتاؤں گا۔ بس میں اتنی ہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ

حقیقتاً کسی ریاست کا گورنر ہے یا غلط ہے۔"

"دراغون اسے دیکھ۔" سر سلطان نے کہا اور غواب رفتہ چار نے وسیع مرغان کی طرف

بڑھا دیا۔

"بیوہ؟" مرغان نے سر سلطان کو مخاطب کیا۔

"مرغان۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"پرل آف ڈھمپ؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"اور۔" ڈھمپ صاحب آپ وہاں کیا فرما رہے ہیں۔"

دروہ برابر گزرتے ہوئے پکچا تو میں تھکادی بیٹیاں تک جیسا ہوا۔
"اور اس پے ہوئے گور سلیم کو چٹنی کہیں گے۔" مرغان نے غصہ کی سانس لی۔

"کاش غول ترس نو۔" غواب رفتہ چار برابر کہتے رہے۔ "میرے ہم میں اب بھی اتنی

قوت ہے کہ تم جیسوں کو تختہ لٹیک کر سکوں۔"

"تھارے باخود بھی ہمیں آج تک ٹھیک نہیں کر سکے۔ اگر آپ ہمیں نیک کر سکیں تو

ہم بے حد ممنون ہوں گے۔ ورنہ غصہ ہے کہ مرغانہ ولی جہادی سے کھٹکا دینے چاہیں۔ اس

صورت میں یقیناً جہادی چٹنی بن جائے گی۔ کیونکہ تو ہم سے نوکری ہو سکتی ہے ورنہ ہم

کاروبار چاکر سکتے ہیں۔ مگر غواب صاحب ہمیں بڑی حیرت ہے کہ آغا ہنگامہ ہو گیا

لیکن آپ کے خاندان والوں میں سے ایک آدمی بھی نہ دیکھا گیا۔"

"کیا اب تم میرے کئی معاملات میں بھی دلچسپی ہوتا ہے؟" غواب رفتہ چار بڑک کر بولے۔

"پھر ہم یہاں کس لئے تشریف رکھتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے شاید ہم سر دانش محل میں داخل

اپنے گھر کی طرف رہیں گے۔"

"اس خیال میں نہ رہنا۔ میں تم سے انگوٹھی کا کہ تم کوئی ہو اور جہیزان میں کس سے بھیجا ہے۔"

"کتنی ادب سے اگلی رہے ہیں کہ ہم شہزادہ ولی چار غول سلیم اور اس کے علاوہ

جس شہزادہ بھی کیونکہ شاعری بھی کرتے ہیں اور مزید ایذا درجن غفلت کے ساتھ

سلیم الدین مستقیل کے لئے ڈھمپ ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ پڑھا۔ اور نہ تمہارا انجام بہت برا ہو گا۔"

"کیا آپ کو ہمارے شہزادہ ڈھمپ ہونے پر شہ ہے۔"

"یہ جہیزان میں کونئی بڑا آدمی شہزادہ کی حیثیت سے چاہتا ہے۔"

"اور تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے سرکار میں نے غلط کیا تھا؟"

"اب مجھے اس پر بھی اجازت نہیں رہا۔"

"چھوڑا دینے۔ ہم سے کئی دیر اچھی طرح واقف ہیں۔ مگر داخل کے بیکٹری

سر سلطان ہمیں اس طرح جانتے ہیں جیسے۔ جیسے۔ جیسے۔"

"سر سلطان جانتے ہیں جہیزان۔"

"مگر پر ادب و رعت چاہئے خلاف ایک مردش کا شبہ کر رہے ہیں۔"

"فہم کیا ہے۔۔۔؟"

"ہاں نواب صاحب یہیں موجود ہیں کیا نہیں دیکھ رہے ہیں؟"

"اچھا اچھا، فیک ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "مگر سہ۔"

عمران نے دیکھ کر رعت چاہ کر تھوڑا دیر خود چوگر کچان کچان کر دیکھ کر رعت چاہ گفتہ کرتے رہے پھر سلسلہ متتابع کر دیا۔

"ہاں جناب اب کیا خیال ہے۔۔۔؟" عمران نے کہہ

"پچھلا خیال بالکل دیا ہے۔۔۔؟" رعت چاہ گرائے "مجھ اپنے رویہ پر مت نہ است نہ۔"

"کوئی بات نہیں، ہم صبح تک سب کچھ بھول جائیں گے۔"

وہ رات عمران نے مردش گل کے ایک آدمہ دور کر میں بری کی اور صبح ہویت ہی اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ رعت چاہ کے اپنے خاندان والوں سے کیسے تعلقات ہیں۔ پچھلی رات۔۔۔ بڑی حیرت ہوئی تھی۔ جب اتنا ہنگامہ اس کے باوجود بھی رعت چاہ کا کوئی عزیزین کے قریب نہیں بٹھا تھا۔

جسٹن اب اسے معلوم ہوا کہ رعت چاہ کے علم کے مطابق کوئی بھی توبہ کے بعد کرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ خواہ حالات کچھ بھی ہوں۔

عمران نے فی الحال رعت چاہ کے اعتراف سے غلطی کی کوشش نہیں کی۔

دو پہر کا تھا اس نے رعت چاہ کے ساتھ کھیل کھانے کی میز پر رعت چاہ کی ایک باجی بکر بھی تھی۔ عمران۔ اس کے متعلق معلوم کیا تھا کہ 1911ء کی رعت چاہ کے سر پر سود رستی ہے اور رعت چاہ تو بہت زیادہ تنہا پسند واقع ہاں ہے تھے۔ عمارت کے جس حصے میں ان کا قیام تھا وہاں ان سے خاندان والوں کو آنے کی جہت نہیں تھی۔ بات یہ نہیں تھی کہ رعت چاہ اپنے ساتھیوں سے خطر تھے یا ان میں سے کسی کی طرف ان کے دل میں کدورت تھی۔ بلکہ انہیں زیادہ سبیل بہار سے محبت ہوئی تھی یہ خود انہیں کا خیال تھا۔ حقیقت کا یہی اس کا سر سی کو بھی نہیں تھا جنہیں لڑائی جھگڑاں سننے کے باوجود بھی یہاں تھیں رستی تھی۔

دیسے عمران نے بھی اس کے متعلق اندازہ لگایا تھا کہ یہ بچہ ریبی ہے۔ سستی ہے تو سستی

ی بلی جاتی ہے۔ مگر آنکھوں سے قطعی نہ معلوم ہوتا کہ وہ نہیں ریبی ہے۔ بس اس کے دانت نکل پڑتے تو وہ فوری کی آواز بھی دہری ہو جاتی اور کبھی ایسا معلوم ہوتا چاہے اس سے مختلف قسم کی لاتعداد آوازوں کی شائیں بھرت ریبی ہوں۔ کھنگو کرتے وقت شاید وہ اس پر دھیان ہی نہیں دیتی تھی کہ اس کی زبان سے کس قسم کے الفاظ نکل رہے ہیں کبھی کبھی وہ خود کو نہ بھی بولنے لگتے۔ اُردا ہے میں دھیان آجاتا تو فوراً کتنی آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا میں سالہا آدھارا لگا ہوں۔

کھانے کی میز پر بھی یہی واقعہ پیش آیا اور نواب رعت چاہ سے اُکڑ گئے۔

"تہا ریبی زبان کا جو میں کیوں نہیں دیتی۔ بالکل لنگھوں کی سی باتیں کرنے لگتی ہو۔"

انہوں نے قطعی آواز میں کہا۔

"اے۔۔۔ تو یہ تو یہ؟" وہ اپنا منہ کھینچ کر بولی۔ "اب سالہا نہیں کہیں گا۔ گل ہی

چاہا ہے زبان سے، مول جان سائے الفاظ بھی روپ؟" اس نے اپنا منہ دایا۔

"اچھا خارش بنیو۔"

اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔ اور نوالہ دیا تھا میں نے بیٹھی ریبی کچھ دیر بعد رعت چاہ پھر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اے۔۔۔ یہ تم اس طرح کیوں بیٹھی ہو۔" انہوں نے پوچھا۔

"آپ نے خاموش بیٹھ کر کہا تھا اور میں نے سوچا کہ ہونٹ بند کر لوں اگر ہونٹ کھلتے ہیں

تو زبان بھی سال چلا جاتی ہے۔" وہ نواب آپ کھٹک کر رہے ہیں۔" اس نے دفعتاً

عمران سے کہا اور عمران ہونٹ کھلا ہونٹ کی ایکٹنگ کر تا ہوا نوالہ کان کی طرف لے جانے لگا۔

"ہائیں ہائیں" نواب رعت چاہ نے اسے ٹوکا۔

"اے۔۔۔ ساری چیزیں؟" عمران نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا "مگر بالکل گدھے

ہیں۔ نواب صاحب آپ بالکل خیال نہ فرمائیے گا۔"

"میں نے سنا ہے کہ گدھوں کو اپنے گدھے پن کا احساس ہو جائے تو اسے قرب قیامت کی

دیکھ بکھنا چاہیے۔" بچہ بول اٹھی۔

"تم قیامت سے بہت قریب ہیں محترمہ۔ کینیو مشن نے کہا تھا۔ ہائیں کیا تھا؟" اسی

تو یہ تھا جو بچہ کہا تھا۔ جو کینیو مشن نے اس سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہو گا۔"

"جی کھانے پر خاموشی رہتا ہے۔" رخصت چل چکر ہے۔

"اگرے، دانت پیش کئے رہے ہیں تو اب صاحب لیں کہ ہم مانگتے ہیں۔"

"انہی آپ سے پہلے کیوں نہ تھا۔" لہجہ یک جہ سے اللہ علی۔ "یہ سالی جہالت کی بنا ہے۔"

"مگر تیرے بیٹھاپی چلا۔" رخصت چاچو کے۔

لہجہ بھرنا دھڑ بھڑا رہا۔ لیکن اس کے چہرے سے یہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ رخصت چل رہی
مرزا نے اسے گراں گزری ہے اس کے ہر انداز میں چپا چپا تھا۔

کھانے کے بعد بھی عمران نے رخصت چلا کا کچھ نہ چھوڑا لہجہ جھنجکی تھی۔ "رخصت چل چلا
پانپ سٹاکر آدم کر کے پریم دور ہو چکے تھے عمران نے یہ بات نہیں تصویروں کا ذکر نہیں کیا۔

"تمہی وہ تصویریں سی جیت پر بھی نہیں دے سکے۔" رخصت چلے سے عمران اور غور سے
ہوئے کہہ "انہی لوگوں نے شرافت سے استعفا دی ہوئی تو شاید میں انہیں قصہ چینی لڑتا
مگر انکی صورت میں ہونہ میری دیکھوں میں بھی غور ہی ہے پانی کھیں۔"

"لیکن اگر آپ کی دیکھ پانی قبول کرے کہ قابل نہ رہ گئیں تو۔"

"میں زندگی کو کھولے کھاتا ہوں صاحب زادے۔"

"مگر سنئے تو سنی وہ صرف تصویریں چاہتے ہیں تصویریں انہیں آپ ہی سے میں
گی آپ کی تلاش سے سکے۔ مگر انہوں نے تصویریں حاصل کیے بغیر آپ کو مار ڈالنے کا ہوا۔"

کیوں ہوا؟

رخصت چل چلے اسے گھورتے ہوئے پھر مسکرا کر بولے "جی تم پرے سے کے محل
میں معلوم ہوتے اور کبھی نہ گھڑوں آخر اس کی کیا وجہ ہے دیکھو لا۔" ار
مر سلطان نے تہہ راہ راہ بیان کیا ہوا تو شیں.....

وہ جملہ پرانے بغیر خاموش ہو گئے۔

"میرا استاد مرنا ہے۔ جب زعل اسے آکر مارا ہے تو وہ شرارہ۔ جھکا ہوا ہے۔ اور ہم
نرے گاؤں نظر آنے لگتے ہیں۔ مگر جب وہ خود بخود بھاگ کر تہہ کو اپنی طرف چہرہ کرنے
کی کوشش کرتا ہے تو ہم میں دوسروں کو گلہ مند کی جھپکیں نظر آنے لگی ہیں۔"

"تم جو کوئی بھی ہو انہی درجہ خطرناک آدمی بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ میرا استاد سالہ ج۔
میں کہتا ہے کہ میں اس پر حیرت ہے کہ انہوں نے تصویریں حاصل کیے بغیر میرے چنگ

کے نیچے ڈاکٹریٹ کیوں رکھ دیا تھا۔"

"ہوئی ہی چاہئے۔ قدرتی بات ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"دور اصل مجھے اتنا زیادہ خوف زدہ کر دیا چاہئے کہ چپ چاپ بیٹوں قسم میں اس کے
حوالے کر دوں تہہ سے دور میرا نہیں نے دور اصل مجھے یہ بات سمجھائی چاہی ہے کہ وہ ہر وقت
میرا نشانہ کر سکتے ہیں۔ اب تم بھی دیکھ لو کہ یہاں کے مافکوں کی آنکھوں میں وحول جھوک کر
وہاں تکام کر گئے۔ میری خواب گاہ میں کسی کا داخلہ آسان نہیں ہے اور سارا شہر جاتا ہے کہ میں
کس قسم کا آدمی ہوں۔"



اسی شام کو عمران چہرہ سے جا کر لیا۔ جب بھی شام اس سے مل بیٹھے کا موقع تلاش کر رہا تھا
"بچ جناب دادا۔ آپ کو کہاں دو۔ دیکھ کر۔"

"حیرت۔" ہی۔ "عمران نے سکر کر جملہ پورا روایہ۔" لیکن تم یہاں کہیں۔"

"مستعد۔" بچ جناب یہاں ہی بیٹھنا ہی ہوئی تھی۔ جہاں وہ غولہ تک ہوا کرتا
لیکن پھر یہ نہیں لگ کہیں مجھے: چارہ کر دیا گیا اسور محنت خوش خیراں ہوا۔"

"خیراں نہیں تو شیراں۔" عمران بولا۔

"آپ بھول رہے خیراں درست ہے۔"

"کیا تم مجھ سے بحث کر گئے۔" عمران نے فیصلی آواز میں کہا۔

"نہیں جناب..... تو شیراں دل ہی ہو گا۔"

"ٹھیک ہے تم اب بھی پہلے ہی کے سے سعادت مند ہو۔"

"مگر جناب میں سوچتے سوچتے جاگ بوا چلاں گا کہ آخر مجھے: چارہ کیوں کیا کیا۔"

"مصلحت اس لئے کہ تم جاگ کر چاگ کہہ کر اس کے پاگل ہیں جس حریف اضافی۔" آپ۔

"اب میں اس لکت کو کیا کروں۔۔۔ تو یہ یہ اٹھی ہے۔"

"میں نے تم سے چہرہ تھا کہ تم یہاں تک پہنچے۔"

کیا تھاں تو کیا ہے لیکن اس کی ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کے کسی جان پر افسوس کیا جاسکے
کیا اسے سر شام . سر شام . نہیں کیا کہتے ہیں۔ عروں بیٹائی پر ہاتھ رکھ کر سوچنے
لگے "سر سام" تو اب وقت بڑھا جائے

"کون... ہر یہ سر سام... کیا اسے سر سام ہو گیا ہے؟"

"نہیں اسے بخدا نہیں ہے۔ سب سے کوئی مرض ہی نہیں ہے۔ لیکن وہ ہوش میں نہیں
مطموع ہو جا۔ یہ میری ایک دوسرے ملاز کی رائے نہیں بلکہ ذہنی امراض کے ایک ماہر کا خیال
ہے۔"

"یعنی وہ اچانک اپنا ذہنی قانون کھو بیٹھا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں..."

"ماہر نے وجہ بتائی ہو گی؟"

"بتائی تو تھی لیکن تفصیل مجھے یاد نہیں۔"

"مگر یہ کوئی بڑی بات ہے۔" رشتہ پہلا میز پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "جس نے مجی اسے
کام پر آمادہ کیا تھا کھیل جگوتے دیکھ کر اسے اس قابل نہ رہنے دیا کہ وہ اپنا بیان دے سکے۔"

"جی ہاں... سب انیکلر سر ہلا کر بولا۔ مگر صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے؟"

"وہرا خیال اس سے مختلف ہے۔" عمران نے اعتقاد انداز میں کہا۔

"فرمائیے...!" رشتہ پہلے کے لہجے میں خطر تھا۔

"معاذ خیال ہے کہ وہ دیگر ہم نطق کرنے کے لئے جس چیز سے لگے ہے۔"

"مگر آپ اپنے خیالات کا اعہدہ نہ کیا کریں تو بہتر ہے۔" سب انیکلر نے کہا۔

"آئندہ ہم احتیاط کر رہیں گے۔" عمران نے خوش حوائی کے مظاہرے کے ساتھ کہا۔

اچانک وہ شور سن کر چمک پڑا۔ آواز باہر سے آئی تھی۔ اب مطموع ہوتا تھا جیسے کپاؤ
میں کوئی جنگلی جانور آجی کھس آیا ہو۔ وہ اندھ کر کھڑکی کے قریب آئے اور دوسرے ہی لمحے میں
عمران نے رشتہ پہلو کو دروازے کی طرف بھاگتے دیکھا پھر سب انیکلر بھی کو حیرت سے بڑھلا اس
کے بعد عمران کے قدم اٹھے۔ وہ کپاؤ میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک آدمی جس کا لباس تار تار ہو کر
جسم پر جھول رہا تھا۔ اچھٹا کوٹا نظر آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ڈھرا تھا دوسرے ہاتھ میں بڑا سا

"بہت بڑا اچھا... رہبر ہے جب...؟"

"یعنی قلمی ڈانٹا گنہ گار۔"

"ہاں! اب حساب یقین کیجئے میں تو کڑی کی حاش میں نوب صاحب کے پاس آیا
انھیں جب یہ معلوم ہوا کہ میرا حقیقی عکس سراغ رسائی سے رہا ہے تو انہوں نے فوراً ہی مجھے
غلام رکھ لیا۔"

"مگر کس لئے؟" تم یہاں کون سی خدمت انجام دے رہے ہو۔"

"نوب صاحب کے خلاف کسی سازش کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"کس قسم کی سازش یا جھپٹیں تفصیل کا علم نہیں ہے۔"

"نہیں جب... مجھے تفصیل کا کل تک علم نہیں تھا۔ مگر آج تو یہ کہانی ایک

زبان پر ہے۔"

"نیکس کہانی۔"

"شفیق سے پکاروں گی م۔ م۔ م۔ دیکھئے جب یہاں مجھے بد

نہ فرمائیے گا ورنہ میری عزت خاک میں مل جائے گی۔"

"نوب رشتہ پہلے کے حلق تہہ کیا تھا وہ ہے۔"

"آئندہ... م۔ م۔ م۔ میں نہیں سمجھا..."

"یہ نفس جھوٹ کس وقت سے بول سکتا ہے؟"

"پتہ نہیں جب مگر آخر میں جھوٹ بولنے کی گلیا ضرورت ہو سکتی ہے۔"

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ نفس کم از کم چکاس نیوسوی جھوٹ بولا ہے۔"

"میں نے نہیں محسوس کیا۔"

"اب محسوس کرنے کی کوشش کرو۔"

"بہت بہتر۔ اب جناب۔ اب میں دیکھوں گا۔"



دوسرے دن عمران نے ایک نئی خبر سنا۔ سب انیکلر نوب رشتہ پہلو کو حالات سے آگاہ
کر رہا تھا۔ مگر اس نے اطلاع دی تھی کہ وہ دوسرے جس نے عمران کے لئے کھانا منتخب

ہاتف۔ کچھ لوگ اسے بکڑنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن اس کے قریب جانے کی ہمت نہ تھی۔
 ٹھیک تھی۔ یہ رافت جہاد کے محافظ تھے۔ رافت جہاد کی انہیں میں چاہیے۔

"اور یہ تو نواب صاحب کے چچا ہیں۔" سب انہیں کوششیں کن سچے میں بددیوار اور پھر
 حریف نے بھی اسے پہچان لیا۔ "سے ٹھیک بتائیے خدا۔" رافت جہاد کا چچا ہے مگر حریف کو اس پر
 یقین کر لینے میں کچھ جال ضرور ہوا تھا۔ کیونکہ مگر اس اعتبار سے چچا یہ بھی معلوم ہوتا تھا۔
 رافت جہاد میں اس سے بہت بڑے تھے۔ لیکن اسے اس حال میں دیکھ کر حریف کی حیرت ہوئی۔
 اس سے پہلے اس نے اس کے متعلق اندازہ لگایا تھا کہ وہ غصے سے حریف کا ایک کمر خن اور سمجھو
 آدمی ہے۔

نواب رافت جہاد کے حریف سے نفرت لگے تھے۔ ساتھ ہی وہ محافظوں کو ہمت دینے
 کی بھی کوشش کر رہے تھے۔

بدقت قلم وہ لوگ اسے قابو میں کر سکے۔ کسی کے ہاتھ اس کے دائیں سے ڈھکی ہو گئے
 تھے۔ پھر کچھ دیر حریف کو انہیں میں جھگڑا رہا۔ کیونکہ نواب رافت جہاد محافظوں کے ساتھ
 قدامت کے اس حصے کی طرف لگے تھے جہاں اس کے اعزہ کا قیام تھا۔

سب انہیں بھی شاید اس بات سے کہ وہ یہ معلوم کرنے کے لئے رک گیا تھا۔ حریف نے
 ملازمین سے کچھ معلوم کرنا چاہا لیکن کسی نے بھی کوئی قطعی جملہ جواب نہ دیا۔

"کیا نیسے کی حالت میں ایک ہاتھ میں ڈنڈا اور دوسرے میں چاقو رکھنا چاہئے۔"
 "جیسے افسوس ہے کہ نواب صاحب نے آپ کو اپنا مسلمان بنایا ہے اور نہ قاتل۔" سب انہیں
 چکر بولا۔

"فرض نہ کیجئے کہ ہم نواب صاحب کے مہمان نہیں ہیں۔"
 "اگر میں نے فرض نہ کیا تو آپ تھیل میں ہوں گے۔"
 "ہاں مگر ضربیں ہیں کی بیٹوں کا مسافر نہ رہنے والے ہیں۔"

سب انہیں کچھ نہ بولا۔ وہ قہقہوں کی آوازوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو قہقہہ وہ قریب
 آتی مہدی تھی۔ رافت جہاد کے میں اٹھ بولنے کی پیشانی پر پہننے کی بڑھیں تھیں اور وہ
 اس طرف تباہ رہے تھے جیسے کسی ساڑھے سے دور آبائی کر کے "تے ہوں۔"

وہ ایک کمری میں گر گئے۔ حریف اور سب انہیں خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد نواب
 صاحب نے دھول سے اٹھا چڑھا صاف کیا اور پانچ میں قہقہہ بھر لے گئے۔

"یہ کیا قصہ تھا جناب۔" سب انہیں کچھ نہ بولا۔
 "اسے بھی کیا جانوں۔" وہ مسلسل آواز میں بولے۔ "نہ پر کبھی بھی اس قسم کے دورے
 نہ آتے ہیں۔"

"کب سے؟"

تقریباً چھ ماہ سے۔ یہ دراصل یہاں ٹھہر رہے تھے۔ میں ہی انہیں یہاں لایا ہوں تاکہ میں
 کا علاج ہو سکے۔ لیکن ابھی تک اس کی حالت نہیں بہتر ہو سکی۔ ذہنی امراض کے باہر تین معالج
 بھی حریفان ہیں کہ یہ کس قسم کے دورے ہیں۔"

"میں کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔" حریف بول چلا۔

"کیوں۔" رافت جہاد سب انہیں ایک ساتھ بول رہے۔

"میں پر پڑی کا سایہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک بار میرے آپ حضور پر بھی پڑی کا سایہ ہو گیا تھا۔
 چنانچہ انہوں نے اپنے سارے مصائب کو دیکھ کر کہہ دیا کہ وہاں کی جگہ سے ہی قہقہہ
 نے۔ پھر تھوڑے دمپ میں قہقہہ آواز اور وہاں ایک لوگ دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ "وہاں
 صاحب نے آئے تھے۔"

"آپ اپنی زبان بند رکھیں تو بہتر ہے۔" سب انہیں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"زبان... بند رکھیں۔" حریفان نے حیرت سے کہا۔ "اسے زبان کو تو آپ حوالہ
 میں بھی بند نہیں کر سکتے۔"

"میں بند کر سکتا ہوں مگر نواب صاحب اجازت دے دیں۔" سب انہیں فرمایا۔

"آپ، نہیں اجازت دے دیجئے۔" حریفان نے عقائد ادا کرنا شروع کیا۔

"مجھے خبر نہیں ہے ان قصے کو۔" میں اس وقت بہت الجھن میں ہوں۔ میرے چچا کی
 باری تو میری جینیں ساق دقت۔"

نواب رافت جہاد خاموش ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

"فرمائیے جناب۔" سب انہیں بولنے کی ہمت دینے لگے۔ "میرے باقی"

عمران نے سمجھیں سے رخصت چلے کی طرف دیکھتے ہوئے کانٹے لے لیا۔ رخصت چلے کے چرے سے صاف پامنا چاسکا تھا کہ انہیں اس کا عمران کے ہاتھوں میں پہنچا کر گنوا رہا ہے۔
عمران نے اس کی پردا کھے بغیر اس تحریر پر نظریں جمادی میں جو کانٹے پر انگریزی حروف میں چپ کی گئی تھی۔

رخصت چلے ایک شامت آئی ہے اگر میں چاہوں تو تمہارا یہ بچا ہی تمہارے لئے ایک مستقل دوسرے میں سکا ہے میں اسے اس جالی کو بھی پہنچا سکتا ہوں کہ اسے بھی ہوش دے آئے نہ اور یہ تمہارے خاندان کے ایک ایک فرد کو ہلاک کر ڈالے میرا خیال ہے کہ یہ سمجھ تمہارے لئے کافی ہوگی تصویریں اب بھی میرے حوالے کر دو۔

(پہلی)

عمران نے ایک فٹری سانس لی اور رخصت چلے کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا "تم جانتے ہیں کہ آپ کا سدا خاندان خاک میں مل جائے گا لیکن آپ تصویریں اسے نہ دیں گے۔"
"آپ کا خیال بالکل درست ہے۔۔۔۔۔" رخصت چلے مسکرائے۔
"نہ آپ کو خاندان والوں سے محبت نہیں ہے۔"

"ہے کیوں نہیں لیکن میں نے آج تک کسی بھی معاملے میں دوسروں کے سامنے سر نہیں جھکا۔"

"تمہارا آپ وہ تصاویر ہمیں تحفہ دے دیجئے۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھا ہوا بولا۔

"یہ ممکن ہے مگر ابھی نہیں۔ ابھی تو مجھے اس پہلی اور اس کے حوالوں سے سمجھنا ہے۔"

"تمہارا آپ کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔"

"نہیں لیکن کیا کام ہے کہ وہ مجھے پہنچ کر رہے۔ جی کیا کام ہے کہ وہ آزادانہ اس طرف میں داخل ہو کر مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"لیکن یہ بچہ آپ تک بھی پہنچا۔"

"یہ بچہ اسی کے ہاتھ میں رہا اور اجاس میں چاقو تھا۔"

"کمال ہے۔۔۔۔۔" سب انہیکر آنکھیں پڑ کر رہ گیا۔

"آپ کے بچے کا نام کیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

کھانڈر مت۔۔۔۔۔"

"سو فیصدی آپ ہی کے ہونے چاہئے۔"

"خیر فرمائیے۔"

"یہ لیجئے۔۔۔ اسے دیکھئے۔" فواب رخصت چلے نے کانڈ کا ایک کھواسب انہیکر کی طرف دھکا دیا۔ وہ اسے دیکھا دل بھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھ میں نہیں آتا کہ میں لوگوں کو حاشی کھلیں کیا چاہئے۔"

"یہ آپ اچھے سے پوچھ رہے ہیں۔ چار خدمت کیا کریں گے۔" رخصت چلے نے بچے میں مقررہ دیکھئے۔ "نہمہ ہے۔۔۔۔۔ نی افعال اور سے پاس اور ایسے آدمی ہیں جن کے ازیدہ محرموں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ حضرت دارود اور ابوذر جس کا لائقی تو ان بکر کیا ہے۔"

"تو اپنا ہی ذاتی تو ان کو کھلی ٹھیک ہے۔" عمران سہل کر بولا۔ "اور ابھی دل چاہتا ہے کہ کبھی ملنے کی طرح ملاں میں دیکھ کر بھی کون کی طرح بوجھے گئیں۔ یہ بھاری کیا بات ہے کہ ہم جو کہ سوچتے ہیں کہ کھلی گزرتے وقت ہم بھی غیر متوازن دھماکے دے کر دے جاسکتے ہیں۔"

"میں سے آپ کیا معلوم کر سکتے ہیں۔" رخصت چلے نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں صدیقی کر چکا ہوں کہ یہ دھمپ کے شوق سے ہیں لیکن میں آج بھی نہیں تاسکا کہ یہ رہاست کھلی ہے۔"

"کھلی سے صدیقی ہوئی ہے۔"

"اور اسے خدا کے تکراری سر سلطان ان سے ذاتی طور پر واقف ہیں۔"

"نہیں۔" سب انہیکر کے بچے میں حیرت تھی۔

رخصت چلے پاپ کو دانتوں میں دبا کر سٹگئے تھے۔

عمران خاموش بیٹھا دل سب انہیکر اسے آنکھیں پڑ پڑ کر دیکھ رہا تھا۔ دیے عمران کی

نظر کانڈ کے اس کھوسے پر تھی جو رخصت چلے نے سب انہیکر کو دیا تھا۔

دھمپکاس نے سب انہیکر سے پوچھا۔ "یہ کانڈ کیا ہے؟"

"خودی دیکھ لیجئے۔" سب انہیکر نے وہ کانڈ عمران کی طرف دھکا دیا۔

"پرنس قدی کہلاتے ہیں۔"

"مجھ کو تم کیسے بتائیں گے کہ آپ کے چاچا ہیں۔"

"بھئی آپ خاموشی بیٹھے! رخصت ہونے آکر کرکھ۔"

"ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے اپنا اوقات برباد کیا۔ اب ہم ہم لالہ پائیس واپس چلے جائیں گے۔"

"جی سر، ہاں میں ہے۔ اگر تشریف چلے سکرے۔"

"سیئروں۔۔۔"

"ہمیں یوں ہی۔۔۔ میں مہمانوں کی تحفہ و ہنگامی کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہنا چاہتا۔"

"تمہارے تو کیا اب ہم لانا پر چل کر قدی نہیں فرمائیں گے۔" عمران نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

"خوش سے۔۔۔ خوش سے۔۔۔ لیکن آپ چھانک کے باہر قدم نہ رکھ سکیں گے۔"

عمران بدبو آتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔ وہ اس وقت دراصل نوب صاحب کے ایک محافظ کو چپک کرنا چاہتا تھا۔ اسے خبر تھا کہ وہ قابل احترام آدمی نہیں ہے۔ اس نے جہد کو بھی چاہت کی تھی کہ اس پر نظر رکھے اس وقت جب پرنس قدی والا ہنگامہ ہوا تھا، دوسرے محافظوں کے ساتھ نہیں تھا۔ عمران کو ابھی تک اس کام بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ جہد نے بھی لاطنی ظاہر کی تھی لیکن اس نے آج کا وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرے گا۔

دو روزہ کے مطابق وہ اسے اپنی کئی گناں ملا جری چھانک سے تقریباً دو سو گز دور ہی تھی۔ جہد نے بتایا کہ اس محافظ کا نام حنیف تھا لیکن دوسرے محافظوں میں سے کسی کو بھی اس سے متعلق کچھ نہیں معلوم ہوا تھا ہی جانتے ہیں کہ وہ بھی نئے محافظوں میں سے ہے۔ اور اس کی طرز امت کی بہت زیادہ نہیں ہے۔ عمران دوبارہ اس پر نظر کرنے کی جہت دے کر وہاں سے ہٹ آیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب چھانک کے باہر قدم نکالنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ شاید وہ فون بھی استعمال نہ کر سکے۔ مگر اب یہ بہت ضروری تھا کہ کم از کم روشی کو نرنک کال کرے۔ یہاں بلوائیتا۔۔۔ وہ پھر عدالت کی طرف چلے لگا۔ دفعتاً اس کی نظر نجر پر پڑی۔ جو ایک تار سے پام

کے نیچے کھڑی خرگوشوں سے کیل دی تھی۔ وہ سیدھا اس کی طرف چلا۔

"ہمیں بھی خرگوش بہت پسند ہیں شہزادی صاحبہ۔۔۔"

"شہزادی صاحبہ۔۔۔" اس نے حیرت سے کہہ کر پھر بے ساختہ اس پر پی کا پی دیکھنے

رہنے کے بعد بولی۔ "میں کہیں کی شہزادی ہوں میرا باپ عمار ایک معمولی ساڑنی کشتی ہے۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے پھر بھی آپ کی رگوں میں شاہی خون تو موجود ہے۔"

"یہ بھی غلط ہے شہزادے صاحب ہم کسی شاہی نسل سے تعلق نہیں رکھتے تا جان کو

اگر بڑوں سے جاگیر دار خطاب ملے تھے ورنہ ہو سکتا تھا کہ تا جان کے والد صاحب یہ بھی نہ

چلتے رہے ہوں کہ والد صاحب کے کہتے ہیں۔"

"بیجان اللہ۔۔۔ مگر ہم اس کا مطلب نہیں سمجھتے۔"

"شہزادے خیر ہے۔۔۔! افسوس کہ اس کا مطلب سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے مطلب سمجھنے

کی کو شش قود لوگ کرتے ہیں جنہیں جہت پھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی۔"

"ایک بار پھر بیجان اللہ بلکہ کیا کہتے ہیں۔ اللہ اللہ بھی نہیں سمجھتا پھر

ہیں۔۔۔ لوہاں۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ اللہ اللہ۔۔۔"

"کھڑی میں کیا ہے۔؟" نجر اس کی پیشانی کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"سبھی کی کھل جسم اول۔۔۔"

"نہیں جس۔۔۔" نجر نے کہا پھر جبکہ کہ ایک خرگوش کر دیں اٹھایا۔ پھر بولی "آپ کی

یہ ریاست ڈھمپ کہاں واقع ہے۔ ہمارے گھر میں شاہی ہی کبھی کسی نے اس ریاست کا نام نہ

ہوا۔"

"خلف فوہ۔۔۔ اب شاید ہم بھی قدیر صاحب ہی کی طرح پاگل ہو جائیں گے۔" عمران اپنی

پیشانی پر گرتا ہوا بولا۔

"ہو سکتا ہے۔" نجر نے خشک لہجے میں کہہ۔ "ماسوں جان کیا کر رہے ہیں۔ پولیس کیا

کر رہی ہے۔"

"ماسوں جان میر کر رہے ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور پولیس کیا کر رہی ہے کہ میرا

پہل چلا ہوتا ہے۔"

محب ہمیں اس وقت کیا کہا چاہئے۔" "میرے بڑے بڑے موسم خوش گوار ہونے کے مسئلے پر ہم بھی کھنگھڑے کرچکے ہیں۔"

"اس وقت ہم... ہمیں اس فیصلے کی ضرورت کے موضوع پر کھنگھڑے کریں گے۔" "خیر نے جواب دیا۔" "آپ اسے کہ آپ کی حورت روشی کو یہاں ہمارے ہیں۔"

"میرا اس اطلاع پر بے گلا تھا۔ کیوں کہ ایک سال کرتے وقت کرے میں اب رخصت ہونے کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔"

"آپ کو کیسے ظلم ہوا خوشنوی صاحبہ..."

"پیارے! اسے افسوس دے رہی ہے۔" "میرے ہمیدگی سے جواب دیا۔"

"کیا مطلب..."

"میں نے اس کو آری حتی کہ ایک لٹاف بڑا ہوا تھا۔ جس پر ماموں جان کا نام تھا۔ میں نے وہ لٹاف اظہار کیا تھا۔ اس سے ہر خیر ہو گئی ہے پیارے کی ہے۔"

"ہم... دیکھیں کیا لکھا ہے۔"

"نہیں۔ یہ ماموں جان کو اسے آؤں۔ آپ ہمیں غصہ ہے۔ لڑائی جھگڑاں کی۔ میرا انتظار کیجئے گا۔"

پھر وہ دوڑتی ہوئی برآمدے کی طرف چلی گئی۔ میراں وہیں کھڑا بیٹھ گیا تھا۔ یہ لڑکی۔ ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اور یہ بھی عجیب بات تھی کہ وہ اسے سمجھنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی میراں نے کسی لڑکی کو کھینچنے کی کوشش نہیں کی تھی کیوں کہ عمو لڑکیاں خود بخود اس کی سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ وہ اس کا شکر تھا۔ خوشنوی بڑے خیر دہاں تھی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ اسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ صاحب اسے اتنی دیر تک اسے پہچانتے رہے۔ وہ آگے بڑھ گئی۔

"میرے... میرے تو کئی شہر لڑکی صاحبہ۔" "میراں اس کی طرف پلکا۔"

"نہیں سوس کی... وہ فضیلت آواز میں بولی اور اسی طرح چٹی رہی۔"

"آخر کیا ہو... اگر کسی نے انکو کھائی ہو تو اس کی انکو کھانوں..." "میراں نے اس کے برابر کھنگھڑے کر کہا۔" "میں نے دانت دکھائے ہوں تو نہیں مطلب یہ کہ غصہ

چاہئے... میں اس کی غصہ ہے۔"

خیر رک گئی۔ اس نے بھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔ "پیارے! نے لکھا ہے کہ آپ فرما ہیں اور اب یہاں کسی حورت روشی کو بخور ہے ہیں۔ آپ غصہ ہے نہیں ہیں۔"

"پیارے! کی ایسی محسوس..." "میراں غصہ میں کھنگھڑے کر رہا۔" "مگر ہم فرما ہیں تو اب صاحب نے ہمیں اپنا مہمان کیوں بلایا ہے... مگر اس نے اور کیا لکھا ہے؟"

"میں نے لکھا ہے کہ آپ اب صاحب کو کوئی بہت بڑی ہونٹ دیا گئے۔ ممکن ہے ان کے جو اہل بیت لڑائے جائیں۔ ممکن ہے کچھ اور کر دیتیں۔"

"میں نے آپ ہم سے براہی ہو گئی ہیں۔"

"نہیں... میرے تو مجھے ماموں جان پر آپ کو خلوہ کاٹنے کو دڑتے ہیں جیسے یہ عدا میں نے ہی چھپ کیا ہے۔..." "میں ہی انہیں ڈار رہی ہوں۔"

"پہلے آج یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی کہ تم فرما ہیں۔" "میراں غصہ میں سانس لے کر رہا۔" "محب دیکھتا ہے کہ ماموں جان اس سلسلے میں کیا کرتے ہیں۔"

"وہ کی کریں گے... وہ تعجب کر چکے ہیں کہ ہم پر اس آج صاحب ہیں اور وہ حورت ہے ہم نے اپنا قصہ انہی پر مانجھ دیا ہے۔" "میراں غصہ میں کھنگھڑے کر رہا۔"

"کیا میراں پر اتنے بڑے بیکری کیے کے فرائض انجام نہیں دے سکتے..." "خیر نے خوش گوار لمحے میں کہا۔"

"نہیں میراں دے سکتے..." "میراں نے اعتقاد اظہار میں سر ہلا کر کہا۔" "محب ہم اس کو دے ہیں تو وہ فرائض ادا کرے کے بچ کے اظہارے کرتی ہے۔"

"بچ کے اظہارے... کیا مطلب..."

"مطلب تو یہ بتانا ہے کہ..." "میراں نے ہنسی سے کہا۔" "لیکن اتنا ضرور ہے کہ بچ کے اظہارے کیج کر ہماری دوسری اور ہو جاتی ہے۔" "میراں نے ہنسی تو ہم خوشنوی بڑے خیر دہاں

بارہ کر وہ ان شریعہ کو دیتے ہیں۔ میں یہ تو بتا رہے کہ عمل میں کتنے فون ہیں۔"

"پھر... کیوں..."

"میں یہی اس ہم سے سوچا ممکن ہے فون پر کسی نے ہماری کھنگھڑی ہو۔"

”میرا لڑکی۔“

”جی، ابھی کچھ دیر پہلے ہم نے اپنی پرائیویٹ بیکری کے لئے ڈسک بلی کی تھی۔“

”میرے خدا تو کیا.... وہ چھاری.... یہاں.... گل میں موجود ہے....“

”یقیناً وہ نہ.... ہادی آؤ کیسے سنی چلتی۔ جب ہم نے فون پر ٹھکوری تھی تو ہمارے پاس

نوب صاحب کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آپ کو یہ لگاؤ کہیں ملا تھا کیا آپ وہ جگہ دکھا سکی گی۔“

”ہاں کیوں نہیں۔... آئیے....“

عمران اس کے ساتھ چھوٹے گا بھراؤ ایک کھڑکی کے نیچے رک گئی۔

”یہاں....“ نجر نے ایک طرف اشارہ کیا۔ یہ جگہ کھڑکی سے ایک گز کے فاصلے پر

تھی۔ عمران چاروں طرف دیکھے گا۔ بھراؤ دو دروں ہی چوک چڑے کسی گاڑی پر کمر تھپہ

لٹا تھا۔ کوئی باق۔

”قدم....“ نجر بیڑا لیا۔

پہلی قدم کھڑکی کی سلاخوں پر جھکا ہوا دھتتہ اندھا میں نہیں رہا تھا۔

”کیا ہم ابھی قہقہہ لگائیں؟“ قدم....“ عمران نے اس سے پوچھا۔

”ضرور ضرور۔ آؤں تو ہر وقت قہقہہ لگاؤ چاہئے۔ سو خراب نہیں....“ اس

نے کہا اور کھڑکی سے ہٹ گیا۔

”میں نے آج پہلی بار انہیں اس طرح ہنسنے دیکھا ہے۔“ نجر نے کہا۔

”یہ پاگل نہیں معلوم ہوتے۔“ عمران وہاں سے ہٹا ہوا ہوا۔ ”آئیے آج بھر ہم حوض کے

کنارے اپنی یادداشت درست کرتے چاہتے ہیں۔“

نجر اس خبر پر ہنس پڑی۔ لیکن پھر اس نے فوراً ہی کہا۔ ”میں ہر وقت آپ کے

متعلق سوچتی رہتی ہوں۔“

”یا سوتیلی بہن۔“

”سوتیلی کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں۔ آدمی ہیں ابھی یا نہیں۔ میں نے پچھلے سال چڑیا گھر

میں ہاگل ”پ“ ہی کی شکل کا ایک گھوڑا دیکھا تھا۔“

”نجر۔“ ہاں نہیں انکو بے حد پسند ہیں۔ مگر ہم نے چڑیوں کا گھر آج تک نہیں بنا

اے گھوڑا کہتے ہیں۔ اگر آپ۔۔۔ گھوڑے میں انکو دیکھا تو ہم اسے ہار کر لیں گے۔ کیونکہ

اکڑ پر غصے بھی انکو بے حد پسند کرتے ہیں۔

نجر نے بات الٹ کر کہا۔ ”آج قدم بتانے یہاں کوئی گڑھا نہیں کھودا۔ ہمارے کپڑوں کو

برباد کرانے دے رہے ہیں۔“

”پائمنی کیا مطلب۔ کیا وہ گڑھے بھی کھودتے پھرتے ہیں۔“ عمران نے اپنے

دیکھوں کو گردش دی۔

”ہاں میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا پاگل پن ہے۔ اور قواعد۔۔۔ میں جان ان

سے ابھی زیادہ عقلی ثابت ہو رہے ہیں۔“

”کیوں وہ کیا کرتے ہیں۔“

”مگر قدم بتانا ایک ہانڈا کھودتے ہیں تو وہ اسی جگہ کتوں کھودا دیتے ہیں۔“

”اگر ہم یہ پاگل پن سوار ہو تو ہم پر دے شہر کو سنو رہا دیں گے۔“ عمران نے فیسٹلے لہجے

میں کہا۔

نجر ہنسنے لگی اور آہستہ سے بولی ”تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔“

”ہادی ابھی بھی سنی لگتی ہیں۔“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

نجر اسے اس طرح گھورتی گئی جیسے جاکھ کوئی گڑبہ ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”آپ

یہاں کب تک ٹھہر رہے ہیں۔“

”آپ.... یہاں سے جانے کو ہانگل میں نہیں چاہتا۔ ہم سوچ رہے ہیں کیوں نہ شاد واد کو

دھمپ سے بدل لیں۔ مگر ہاں وہ قدم صاحب تو پاگل ہی ظہیرے آخر نواب صاحب یہ پاگل پن

کیوں سوار ہو چاہتا ہے۔“

”وہ کہتے ہیں کہ اگلے جو کچھ بھی کریں۔ اس میں ان کا ہاتھ ملایا جائے اس طرح ان کی

ابھینیں رفع ہو سکتی ہیں اور ذہنی مرض دور ہو سکتا ہے۔“

”لہذا اگر وہ ایک ہانڈا زمین کھودتے ہیں تو نواب صاحب وہاں کتوں کھودا دیتے ہیں۔“

”کیا ہاں.... خدا دونوں کے حال پر رحم کرے.... آئیے....“ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک

طرف کھینچتی ہوئی بولی عمران پھر اس کے ساتھ چلے لگے۔ وہ اب صرف قدم اور اس کے زمین

مکھو نے کے خبا کے حلق سوج رہا تھا اور پھر اس حد تک اس کی دلہی کی جاتی تھی کہ جہاں وہ
مصلیٰ ساگزادہ کو تاقاہاں کو نہیں کھدا دے جاتے تھے۔

"میں شادی صاحب کیا وہ کو نہیں نہیں کرانے جاتے۔"

"اور کوئی نہ کر دے جاتے ہیں۔"

"مف فہ... کتنے مصداق ہوتے ہوں گے۔ میری شادی ہے کہ نوب صاحب فرشتہ ہیں۔"

"تا ہے کہ ان کی بھی فرشتہ تھیں۔" مجھ نے قہر لگایا۔

"کیا مطلب آپ اپنی مانی کے حلق کہہ رہی ہیں۔ سنیں ہاں اس طرح نہیں رہی ہیں۔"

"ہشعہ... وہ میری مانی کیوں ہونے لگی... وہ ایک انگریز عورت تھی۔"

"جیسا...! عمران کے لیے میں حیرت تھی۔"

"ہاں...! جاننے اس کے بعد دوسری شادی کی تھی اور اس طرح میری مانی عام

وجود میں آئی تھیں اور آج بھی ان کا وجود چلنا جاتا ہے۔ میں کسی انگریز عورت کی نوی بیٹے

سے بھر رہی تھی ہوں کہ کسی کتا کو مانی کہا شروع کر دوں۔"

"تاک کی بیوی ہر حال میں مانی کہلائے گی۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کہلائے...! مجھ نے نہ اس حد سے نہ ہا۔"

"مگر آپ مجھے کہاں لے جا رہی ہیں۔"

"جنم میں۔"

"خیر ہے۔ خیر ہے۔" عمران یک یک رک گیا۔

"میں۔"

"نار عقیدہ ہے کہ ہم بھی جنم میں نہیں جائیں گے کیونکہ ہماری حضور پر ہے پیکر

میں خیر کرتی ہیں۔ جنم خانوں اور دوسرے طبعی گاہوں کیلئے کوئل کر چھو دیتے ہیں۔"

"وہ تو بے پہلے جنم میں جائیں گے۔"

"کیوں...! عمران نے پوچھا اور پلٹے لگا۔"

"سہرہ خیر کراتے ہیں کوئلوں اور بابلیوں کے لئے جنم خانوں میں چھو دیتے ہیں

خیر بناؤ مجھے کیا۔" مجھے مطلب...! تو انہوں نے شاہوں کی باتیں ہیں۔"

"مکھو... خیر جانیے۔ ہاں تو آپ کے تانے اس انگریز عورت کی موت کے بعد
آپ کی جانی سے شادی کی ہوگی۔"

"وہ صاحب ہوش میں آئے... ورنہ میں آپ کا سر توڑ دوں گی...!"

"بیج... وہ بھلا شادی سے پہلے میری مانی کیسے ہو سکتی ہیں۔"

"میرے تو مرنے پہ کب کہا۔"

"میں نہیں اس کا کیا مطلب ہو کہ آپ کی مانی سے شادی کی تھی۔ کیا وہ پہلے ہی سے

میری جانی تھیں... شادی بعد میں ہوئی تھی۔"

"میرے آپ تو مرنا ہی بھی چاہتی معلوم ہوتی تھی۔"

"کیا... کس کی چاہی...!"

"شیطان کی چاہی...!"

"آپ خود شیطان کے چاہی...!"

"میں منحور ہے... بشرطیکہ آپ کے والدین راضی ہو جائیں۔"

"کیا مطلب۔" وہ عمران کو گھورنے لگی۔ پھر اس نے کہا کہ مطلب یہ کہ چلنے چہرے رک گئی۔

"تم کہو کہ مسٹر ڈھپ...! وہ چھوٹے ادا میں بیوی۔"

"ہاں ڈھپ میں کہے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آپ انہیں دیکھ لیں تو پھر کسی آدمی کو

گدھا کہنے کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ ہاں چلنے آپ کہاں جا رہی تھیں۔"

"کہیں نہیں۔ اب آپ جا سکتے ہیں...!"

"مگر کہاں ہم کہاں جائیں شادی صاحب۔ پتہ نہیں ہماری آنکھوں میں اندھیرا

ہے یا سورج بج کر غروب ہو چکا ہے۔ کیا آپ ہمیں اندھے کرے تک پہنچا سکیں گے۔"

"اندھیرے میں کہہ نہیں دے گا۔ لیکن دیکھ لیں۔" وہ ہلکا ہلکا ہالے میں ہم ایک کے بعد بھی دیکھ سکتے ہیں۔"

"حالانکہ ابھی اندھیرا اندھیرا نہیں پھیلا تھا سورج غروب ہو چکا تھا اور آسمان پر چمکے سرخ

رنگ کے بالوں موجود تھے جن کا روشن کس رنگ پر نہ تھا۔ کس لہجے کے کہہ کہہ کتنی

جھجکاؤں میں سر سر ہٹ ہوتی اور دوسرے ہی سے کس نوب و صحت چاہا ہے وہ کانٹوں سے

ان کے سامنے سجدو تھے۔"

کڑے لے گھر رہے تھے۔ اس طرح چھٹیں تھیں جو جانیں گی لاؤ تم خدا سے میں نہ رہو گے۔ .. بولو شفق کے چھاری کی ہے۔"

"ہائیں۔ ہائیں۔ ہائیں۔" لوب رقت چاہہ برائی ہوئی آواز میں چیخا
"ہائیں کوفوں کرو۔۔۔۔۔ یہ شفق۔۔۔ شفق کے چھاری۔۔۔۔۔"
دلوں کا فافہ دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف چلے گئے شاید انہوں نے بھی سوچا تھا کہ چلو چاہن بیگ۔

"لوب صاحب کیا آپ بھی پرنس قدر کی طرح اپنے پوش و حواس کو بیٹھے ہیں۔"
"نہ۔ کیوں۔"

"ہمارے سلطان نے آپ کو اہلاد صید تاکر اہلاد سے پرنس آف ڈھپ ہونے کی تصدیق نہیں کی تھی۔"

"تم کوئی بھی ہو۔۔۔۔۔ جین میری عزت سے نہیں کھیل سکتے۔"

"ہم نے آج تک فٹ بال کے علاوہ اور کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ آپ خود تو لوب انجمن میں بڑے گئے ہیں۔ بھلا پرنس اہلاد کیا بگاڑ سکے گی۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر ہم سارے ملک میں تھلک چلا دیں گے۔"

"تم اس لڑکی کو کیوں پھنسا رہے تھے۔۔۔۔۔" لوب صاحب فریاد کیا۔

"خدا ہمیں عمارت کرے۔" عمران اپنے گالوں پر پے در پے کی تھپڑ مارتا ہوا بولا۔ "اگرے یہ لڑکی تو خود ہمیں جو بھاری تھی۔ آپ ٹھیک وقت پر پہنچے اور ہم انکو تو خیر کیا۔ ہمارے قاصد ضرور بین گئے ہوں گے۔"

"کیوں۔۔۔۔۔" لوب صاحب نجمہ کی طرف دیکھ کر فریاد کیا۔

"کی ہاں۔۔۔۔۔ میں انھیں ایک گڑھے میں گرانے لے چادی تھی۔"

"یہ مطلب۔"

"گڑھے میں۔۔۔۔۔ جس پر کلڑی کی تیلیں رکھ کر گھاس بچھا دی گئی تھی۔"

"آخر کیوں۔۔۔۔۔" لوب رقت چاہہ صاحب دانت میں کر لے۔

"ایک دن میں نے انھیں حوش میں گرانے کی کوشش کی تھی مگر خودی گر گئی تھی۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" وہ عمران کو گھونر دکھ کر فریاد کیا۔

"مجھے تو کچھ بھی ٹھیک ہو رہا۔" عمران نے بڑی سہوکی سے جواب دیا اور نجمہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"چلو شروع ہو جاؤ۔" لوب صاحب نے دونوں عاتکوں کو مخاطب کیا۔ "یہ کیا کر رہے ہیں ماموں جان۔" نجمہ جیتی۔ وہ نئی طرح کانپ رہی تھی۔ "آپ کو کھانا بھی ہوئی ہے ہم یہاں پانی قند کی کر رہے تھے۔"

"تم چلا یہاں سے۔" وہ اس پر پلٹ پڑے۔

"شروع ہو جاؤ جیتی۔۔۔۔۔" عمران نے بھی عاتکوں سے کہہ دیا۔

"اچھٹے کیا ہو مار دوسر دوسر۔۔۔۔۔" رقت چاہہ دھاڑا۔

"نہیں۔ نہیں ماموں جان۔"

"شٹ آپ۔" لوب صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے سے روک دیا شاید وہ عمران اور عاتکوں کے درمیان آجائے تھی۔ عاتک عمران کی طرف جھپٹے۔

"اگرے بھئی ذرا احتیاط سے۔" عمران نے ان سے کہہ کر کہا۔ "اگرے پکڑے گئے نہ ہونے چاہیے۔ ہم بہت فحاشا پسند ہیں۔"

دونوں عاتک ایک دوسرے سے ٹکرا کر زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ عمران ان سے تین ہی چار قدم کے فاصلے پر کھڑا نہیں رہا تھا۔ وہ بھاڑا۔ ہاتھیں ایسی ہی معلوم ہوا جیسے وہ اس پار عمران کو پس کر رہی جائیں گے لیکن ان میں سے ایک سر پکڑے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا اور دوسرا اچھل کر ٹکڑیاؤں گز کے فاصلے پر جا گرا۔

"لوب صاحب ہم اپنے پکڑے کیلے جھپٹے ہوئے دیں گے۔۔۔۔۔" عمران نے بڑے سہوکارانہ انداز میں کہا۔

لوب رقت چاہہ کا منہ جبرت سے کھلیں گیا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب پھیلا

ی رہا ہے گا۔

نجمہ عجیب قسم کی ہنسی میں رہی تھی جو نہ ہنسی معلوم ہوتی تھی اور نہ ہی روتاہی تھا۔ کچھ تھا۔
"گھنٹے۔۔۔۔۔ کے لئے کڑا کچھ پانچا تو صوبہ کو بلاؤ۔" عمران نے عاتکوں سے کہا جو دور

”کیا روش محل دیر مانے میں ہے؟“ اس نے دروازہ آدھی سے چھلچھلا کر
 ”کیا میں نواب صاحب شہر کے چنگا سوں سے گھبراتے ہیں۔ اس نے سوجھ بوجھ دیکھ
 ”میرے یہ کسی کی محنت تو اچھی ہے۔“
 ”کیا میں... وہ جانیتے اور خوش ہیں۔“ اس نے جواب دیا۔
 روشی خاص شہر ہو گئی، لیکن جلد ہی اس کے ذہن کو ایک دور دراز ملک تک لے گیا۔ وہ گاڑی کو
 محل کے بجائے چھوٹے سے کچے مکان کے سامنے رکھ گئی تھی۔ وہ تھیں کہ چہنہ کنی۔
 ”مجھے اتنا پیار ہے کہ...“ دروازہ آدھی سے اس کی طرف کھلا۔
 ”یہ روش محل ہے۔“ روشی نے فیصلی آواز میں چھلچھلا کر
 ”کیا میں“

”تم مجھے دھوکہ دے کر نہیں لواتے ہو۔“
 ”نہیں محمد آپ چپ چاپ آرہے ہیں خیر یہ اسی میں ہے اگر اس کے خلاف کریں گی تو
 آپ کو کچھ بتانا ہے۔ گائیکہ یہاں کی روشنی اور بد فہم آدمی موجود ہیں۔“
 روشنی گاڑی سے اتر آئی۔ دروازہ آدمی بھی اتر اور اس نے پھر روشنی کا ہیک اٹھایا۔
 ”پلے“ اس نے مکان کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ روشنی طوعا کر رہے تھے۔
 وہ اندر آئے یہاں تین آدمی موجود تھے۔ اور یہ لباس اور وضع قلع سے ایسے آدمی نہیں
 معلوم ہوتے تھے۔ ان کی قلیں کا کون کی سی تھی۔

"خیر، رکھئے" اولاد آدمی نے ایک گھنٹہ کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
 "آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"
 "آپ جی تو چاہتے ہیں کہ وہ سارا مال میں بٹھو کر رہے۔" روشی جی نے کہا۔
 "ہاں سنیے، ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ریاست دھمپ کہاں ہے۔"
 "یہ بات ہم نے خود بھی آج تک نہیں سنی۔"
 "یہی آپ کہہ جاتیں۔"

”قطعی نہیں کیا میں پرئس پر زور ڈال سکتی ہوں کہ وہ مجھے اصرار کا حوالہ دے ضرور دے گا۔“

”تمہارا دل قریب ہو گیا ہے۔“
 ”کیوں کہی کا دل قریب ہو تو اس سے ہمیں خود غلواریے“ مومن نے سر ہل کر کہا۔
 ”متم کیجئے۔“ رقت چاہو اٹھا کر لو“ مجھے شرمندگی ہے۔“
 ”متم نہ کی تو اس کے معنیوں سے ظاہر کیجئے تو اب ایک ہفتہ تک چنگ پڑے رہیں گے۔ کیونکہ اس بات کی جو میں عرض کرتے ہیں وہ سب گناہ گنائی ہیں۔“
 معاملہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا لوگ عدالت کی طرف چلے گئے۔



دوسری مسجد روشی شہزادہ کے اعینین پر ابھی تیار ہو کر لاہور فتح دیکھنے لگا۔ اسے توقع تھی کہ
مصر کے اعینین پر سورج ہوگا۔ خیرین جلی بھی تھی لیکن روشی پلٹ جا رہی تھی۔ ہم پر بھی کڑی رہی۔ افسانہ ایک
طوفان کا موسم تھا۔ وہ چہرہ آدمی اس کی طرف بڑھتا۔

”مگر نہ روئی۔۔۔۔۔ اس سے مودت و محبت میں سوا کیل
 ”آ۔۔۔۔۔ چلا۔۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ فرما دیجئے۔۔۔۔۔“
 ”مجھے پہلی کس پرس آک دمپ نے سردش محل سے بھیجا ہے۔“
 ”ہاں۔۔۔۔۔ آج۔۔۔۔۔ آج۔۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔۔“

”دورِ قد آدمی نے اس کا سری بیگ جبکہ کراٹھالیہ دادوں اور اشٹن سے باہر آئے۔
یہاں ایک لمبی سیڑھی سین کڑی تھی۔“

”مختار یاب رکھے“ اس نے گاڑی کی کچیل نشست کا دو دروازہ کھولتے ہوئے کہل دوشی چلنے لگا اور اس کے سروں کے پاس اس کا سفری بیگ رکھ کر ذرا بیچ کی سیٹ پر چاہیٹل گاڑی چل چلی دوشی سوچ رہی تھی کہ یہ نہیں عمری نے کوئی سا کھڑاکا پکایا ہے اور اسے سردی میں جس کی اگر نہ دے گا۔

کڑی پختی اور ہر جہد شہر سے نکل کر کھیتوں اور جنگلوں سے گزرنے لگی تو روش
رعش میں نہی۔

گھوڑا نہیں ضرور دلا کر اپنا مشق چاہ کر سوں۔ ابھی اس وقت بہت زیادہ صبر آجاتا ہے جب کوئی اس سے ڈھپ کا حشر اپنے معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

"ہوں...!" وہ کچھ سوچتا ہوا ہلا۔ "چھائی تادیجئے کہ وہ سروش گل کس لئے تخریب لائے ہیں۔"

"اب میں ان سے مل کر پوچھوں گی۔" روشی نے غصی سانس لے کر کہا۔ "وہ مجھے بتائے بغیر یہاں آئے تھے۔ پھر یہاں لانے کے لئے گل رات ٹرک کال کی۔ میں یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہیں۔"

"مجھے بت ہے۔" اس نے بی سلا اندیش سر ہٹا کر کہا۔ "تجربہ کی ذمہ آپ خود ہوں گی۔" "آف آپ لوگ پرنس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟" روشی نے حیرت سے کہا۔ "وہ ایک سہرے سا بچہ ہے تو آدی ہیں۔"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے۔" "دور قند آدی نے فیصلے لمحے میں کہا۔ "حقیقت تو پرنس ہی سے معلوم ہو سکے گی۔ ویسے میں اتنا جانتی ہوں کہ دلا حکومت کے بہت بڑے بڑے آدی انھیں دیکھ کر ہلکا جاتے ہیں۔"

"شاید اسی لئے رفعت چلانے اسے قید یوں کی طرح رکھ چھوڑا ہے۔" "دور قند آدی نے طرہ لہجے میں کہا۔

"رفعت چلا کون...!"

"نواب رفعت چلا سروش گل کا مالک ہے۔"

"اسے بھی یاد کرو۔" "دور قند آدی نے ان تینوں سے کہا۔ جو روشی کو کھا جانے والی نظر دوں سے گھور رہے تھے۔

"دور قند آدی پھر بول۔" "اب وہی پرنس کا بچہ باقی رہ جاتا ہے۔ دوسرے گل میں اتاری ہو سو گھنٹہ پھر رہا ہے کسی طرح اسے بھی لاؤ پھر ہم اس مکان میں آگ لگا دیں گے۔"

"روشی کو دیکھ کر ایک کو غصی کے درد سے تک لایا گیا اور پھر وہ اندر دھکیل دی گئی۔ گل اس سے وہ گل جانے کی کوشش کرتی دور وازہ بند ہو چکا تھا۔

"مہرے آپ گئے اندر میرے میں کسی کی آواز سنائی دی لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب اس کی

آنکھیں اندر میرے کی عادی ہو گئیں تو اسے چہ چہ نظر آیا جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے گھور رہا تھا۔ روشی اسے اچھی طرح جانتی تھی اور وہ بھی اس سے واقف تھا۔ "آپ کہاں کس صاحبہ؟" "جہاں تم... پتہ نہیں ہے گودھائی کا کچا پھر رہا ہے۔" روشی جھٹکا کر بولی۔



"ذرا نیچر کھڑائی کی طرح کا پتہ رہا تھا۔ اور نواب رفعت چلا چاند سے باہر ہوئے چارہ تھے... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اسے گل ہی کر رہی ہے۔"

"حضور گاڑی خراب ہو گئی تھی، میں کیا کر سکتا۔"

"گاڑی کے پٹے... میں نہیں دیکھ لی تھا کہ انہیں کس حالت میں ہے۔"

"آہستہ رات کو دیکھ لیتا ہوں سرکار... رات کوئی خرابی نہیں تھی۔"

"پھر کیسے خراب ہو گیا۔"

"فہم کیجئے۔" "مرحمانہ دیکھ کر بولا۔ "ہم انواری ہو سو گھر رہے ہیں۔ ورنہ وہ اب تک یہاں تکلیف مٹاتی ہوتی۔ اب آپ پرلو سرم میں آکر بیٹھئے۔ ورنہ نہ کچھ بہت نوٹے ہوں گے۔"

"ظہیر نے جناب مجھے بھی سوچنے دیتے۔" "نواب رفعت چلا نے کہا پھر ذرا نیچر کی طرف دیکھ کر خراسان۔ "فلح ہو جاؤ جاؤ۔ لیکن میری حادث کے بغیر گل کی مدد سے باہر قدم نہ نکالنا۔"

"ذرا نیچر سر جھکائے ہوئے چلا گیا۔

"زیادہ دیر کرنا ٹھیک نہیں ہے نواب صاحبہ۔" "مرحمان نے کہا۔

"مہرے صاحب یہ کیا ضروری ہے کہ وہ آئی ہو۔"

"کیا... اگر وہ آئی ہوگی تو ہم اس کی گردن لائیں گے ڈھپ میں طاہرہ کی سزا موت ہے۔"

"اندر آئی تھی تو کہاں گئی۔"

"وہیں... جہاں سے گھنٹی شام کو آپ نے ایک ٹاپ کیا ہوا غلط چلا تھا۔ کیا اس میں یہ تحریر نہیں تھا کہ ڈھپ کا شہزادہ اپنی بیکریٹری کو طلب کر رہا ہے۔"

نظر آیا جو گھاس پر چب لیا تھا ہوا قلندر قریب ہی دو محافظ بیٹھے لوگھ رہے تھے۔ قدر تعویذی دیر
 بعد کچھ بڑبڑانے لگا تھا۔ اور وہ دونوں چونک کر بھر اٹھ گئے تھے۔ دیکھا قدر ہاتھ پیٹلہ ساتھ
 ہی محافظ بھی سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ان کے اعلان سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ان کی ذرا سی غفلت
 انھیں موت سے ہم کنار کر دے گی۔

قدر نے جب سے ایک گلم زاش چاقو نکالا اور اس کی نوک سے ایک جگہ کی مٹی کھودنے لگا۔
 "دیکھا..." ایک محافظ نے دوسرے سے کہا۔
 "سر نے دو سالے کو..." دوسرا بڑبڑایا۔ "کہیں تک تھکسا سر میرا ایسا پاگل بن کر آج تک
 نہ دیکھا نہ تھا۔"

"گھانا چاؤڑا..." دوسرا افس پڑا۔
 "بیٹھے رہو جھن سے..." اس نے نواسات بنا کر کہا۔
 ایسا معلوم ہوا تھا جیسے قدر کے کانوں تک ان کی گفتگو پہنچی ہی نہ ہو۔ وہ بے تعلقانہ اعلان
 میں مٹی کھودتا رہا۔ بھر تعویذی دیر بعد چاقو ایک طرف پھینک کر اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔
 وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔
 "بٹیل... بٹیل..." ایک ہماراس کی آواز بلند ہو گئی۔
 "واپس کب چلو گے پارشلہ سلامت..."
 ایک محافظ نے اسے مخاطب کیا۔

"کہیں چلوں..." نہ یہاں نہ فریوں کا دھبہ ہے اور بٹیل کا بیڑ مجھے بھوک لگ رہی
 ہے۔ میں بکری کی بیگنیاں کھاؤں گا۔ سوئی جڑ کے چچے قلندر کا بندر کیولہ کرتا ہے۔... سوئی
 جڑ۔ سوئی جڑ ہاں ہاں سوئی جڑ سوئی۔ سوئی سوئی سوئی جڑ۔"
 اس نے تائیاں بجا بجا کر توڑوں کی طرح۔ "سوئی جڑ" کو رٹا شروع کر دیا۔
 "کب مغزو نہ کھاؤ نہیں تو ہم تمھیں اونٹ کی بیگنیاں کھلا دیں گے" ایک محافظ نے کہا۔
 "بکری کی بیگنیاں..." قدر نے جھل کر کہا۔ "اونٹ ہوتا تو مجھے چیں کیوں توڑتی پڑتھیں۔"
 "گھاس میں چھل توڑو گے۔ بکریاں چراتے ہو۔ اور یہاں اگر پارشلہ سلامت بنے ہو۔
 ہمارا بس چلے تو ہم تمھیں خدا کی پچاؤ دیں۔ نہ دن جھن نہ رات جھن۔" ایک محافظ نے کہا۔

"آپ کو کیسے ہم ہوا؟" رخصت جہانہ نے حیرت سے کہا۔
 "کہیں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہم ایمان نامیپ کے روحانی پیشوا بھی ہیں۔ بس اب
 جلدی کیجئے۔ ورنہ میری بیکر بڑی خطرے میں پڑ جائے گی۔"
 "تم مجھے یہ خوف نہیں دے سکتے تھے بچے...؟" رخصت جہانہ کا لہجہ بہت نہر پکا تھا۔
 "بنا سکا ہوں" اسمراں سر ہلا کر بولا۔ "ہم بعض اوقات اپنے حضور انک کو یہ خوف
 ہلاتے ہیں۔ مگر تو اب صاحب اس وقت ہم بہت ہی خراب موڈ میں ہیں اس لئے۔"
 "کچھ نہیں۔" رخصت جہانہ ہاتھ اٹھا کر بولے۔ "تم نے یہاں سے بھاگ نکلنے کے لئے
 یہ پروگرام بنایا تھا۔ وہ نہیں آئی۔ لہذا تم نے خطرے میں ثابت کر کے یہاں سے نکلنے کا
 موجب تلاش کر رہے ہو۔"
 "ہم ایک بار پھر کیجئے ہیں کہ اپنے فیصلہ پر نظر مانی کیجئے۔ سر سلطان جیسے لوگ غیر ذمہ
 دار نہ گفتگو نہیں کرتے۔"
 "میں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔ ضروری نہیں کہ میں کسی مسئلہ پر سر سلطان ہی کی
 رائے کو اہمیت دوں۔"
 عمران کچھ نہ بولا۔ اسے کچھ فیصلہ آگیا تھا۔ لیکن اس نے اس پر ایک مزاحمت انگیز
 مسکراہٹ کا پردہ ڈال دیا۔ جس سے شکل چھاساں کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مگر وہ خوری
 اس سے پہلو گئی کہ ردا تھا متفقہ جو کچھ بھی رہا ہو۔
 وہ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے نکلا اور ایک طرف چلے گیا۔ ان دن سے وہ بھی نظر نہیں آیا۔
 تھا۔ رخصت جہانہ نے اس پر بھی شبہ ظاہر کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ تھمادی چان بچان کا ایک آدمی
 یہاں تھا وہ عاکب ہو گیا۔
 عمران چلے جیتے۔ لہذا کی ان بھانپوں کے قریب کہ ایک جہاں کچھیں شام اس نے رخصت
 جہانہ کو دو محافظوں کی کھوپڑیاں سہائی تھیں۔
 وہ کوئی تھائی ٹیل تھا جس نے اسے نرمی طرح چٹکایا۔ تقریباً چاندرو منٹ تک وہ وہیں خیالات
 میں ڈوبا ہوا کھڑا رہا۔ پھر کسی قسم کی آواز پر ہنڈکا جو بھانپوں کی دوسری طرف سے آئی تھی۔
 عمران بہت آہستگی سے بھانپوں میں داخل ہوا۔ اور دوسری طرف اسے پر کس قدر

"خدا کج نہیں داتا کج ..!" قدیر نے کہا۔

"سب چاہتے کرے میں جس تو سر پر چلاؤ لڑ کر مغل پھاری گے۔"

"نہیں خدا کے لئے نہیں!" قدیر خوف زدہ آواز میں بولا۔ "میں دنیا میں اکیلا

ہوں بالکل اکیلا" اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چمکایا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

حافظ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔

"مجھے وہاں بچاؤ دو، وہاں، میں وہاں جاؤں گا میری بکری،!" وہ تھوڑی دیر کے بعد چپکلیاں لیں ہوا بولا۔

"مگر وہاں" "مافوقوں نے اس کی باتوں میں ہاتھ دے کر زبردستی افغانیاں اور دھکیلتے ہوئے قحط کی طرف لے جانے لگے۔

عمران نے طویل سانس لی۔ اس کے چہرے پر گہرے غم کے آثار تھے۔ وہ بھی قحط کی طرف مزید۔ اب وہ اس صے کی طرف چلا تھا جہاں نجر رہتی تھی۔ اس نے دوری سے نجر کو ایک کھڑکی میں کھڑے دیکھ لیا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ اٹھا کر مبارکباد اسے سلام کیا۔ نجر کا چہرہ ہلکا سا تھا اس نے اسے خبر سے کاٹ دیا اور کھڑکی کے پاس سے ہٹ گئی۔ جبکہ وہ بعد وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔

"مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔" اس نے عمران کے قریب پہنچ کر پوچھتے ہوئے کہا۔ "چنے دیں مائی کی کج میں نہیں گئے۔ مجھے ماموں جان کی ذمہ داری بھی پر دل نہیں ہے۔ انہوں نے خودی کچھ دنوں کے لئے ہم لوگوں کو نہیں بولا تھا۔" وہ نے میں تو ان کے یہاں تھوکتا بھی پسند نہیں کرتی۔"

"مگر وہ شاید سب سے زیادہ آپ ہی پر مہربان معلوم ہوتے ہیں۔"

"مگر میں ان سے بے حد نفرت کرتی ہوں۔"

"وہ" یہ بات بھاری کچھ نہیں آسکی۔ آپ ان سے نفرت بھی کرتی ہیں۔ لیکن شاید

آپ کے علاوہ ان کی رہائش جگہ میں اور کوئی نہیں جانتا۔"

"نہیں تاکہ ان کی رہائش جگہ میں مجھے کتنا افسوس آتا ہے۔ جب وہ مجھ پر حملے نہ کر سکتے

ہیں تو میرا دل خوش ہے۔" آپ نے گھٹا کر کسی سے نفرت ہو جائے تو ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتا چاہئے۔ وہ پاگل ہو کر مر جائے گا۔"

"ہائیں تو کیا....؟ کس قدیر آپ ہی کا شکار ہوئے ہیں۔"

"قدیر جی!؟" اس نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں جس کچھ کہتی کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں۔ مجھے ذہن ہے کہ کہیں وہ ماموں جان کو قتل نہ کر دیں۔"

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"میں یوں ہی میں یہی محسوس کرتی ہوں۔ جس وقت ان پر بدذہنت کا دور پڑتا ہے وہ ماموں جان ہی کے بارے میں زیادہ تر کیا اس کرتے ہیں۔ قتل کر دوں گا۔ ماراؤں گا۔ زخم نہ چھوڑوں گا۔ دیکھئے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے پاگل پن کا دھرمگ اسی لئے رکھا ہوا۔"

"کس لئے...؟"

"اسی پاگل پن کی آڑ میں ماموں جان کو قتل کر دیں۔"

"آپ کو کیوں اتنی تشویش ہے جب کہ آپ ان سے کتنی خفا ہیں۔"

"ضروری نہیں کہ جس سے نفرت کرتی ہوں اس کی موت بھی برداشت کر لوں۔"

"نہ بد دوست کیجئے۔ ہمیں کیا ہاں قدیر صاحبہ البتہ ہمیں بے حد دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا گھر کہاں ہے۔"

"داتا کج میں"

"داتا کج کہاں ہے۔" عمران نے بڑے بھولے پیمانے پر چمک

"میں سڑک پر خیر سے یہاں آئی ہے۔ داتا کج سے بھی گزرتی ہے۔ یہاں سے شاید چار

کیل کا فاصلہ ہے۔ مگر آپ کو ان سب باتوں سے کیا سروکار۔"

"کچھ نہیں ہمیں کیا سروکار۔ لیکن آپ ہمیں مائی کی کج میں رہا نہیں۔ ممکن ہے آج اب صاحبہ ہم پر سینڈے چھوڑ دیں۔ خدا کی پناہ کل وہ بھاری اور ہانگ ہی کر ڈالتے۔

خود خدائیوں ہو گئے تھے۔"

"چہ نہیں۔" نجر نے نہ آسنا نہ بنا کر کہا۔ "میں ماموں کا دورہ جتنی جی لوں۔"

"خفگی نہیں.... آپ کی عمر زیادہ سے زیادہ بچاؤ سالی ہوگی۔"

"کیا اس سبب.... آپ کھاس تو نہیں کھا گئے؟"

"کیا یہاں کھانے کے قابل کوئی کھاس بھی پائی جاتی ہے۔" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنا بچے کیوں ہیں؟"

"مگر بگڑنا شروع کر دینا تو آپ ہمیں بد مذاقی نہ کہیں گی خیر ہاں۔ یہ تو بتائیے کہ آپ لوگ کس مٹی سے بنے ہیں۔ اگر آپ ہوگوں کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کسی کا یہاں سے چلا گیا ہوتا۔ آخر آپ اور آپ کی مٹی یہاں کیوں مقیم ہیں۔"

"اگر۔۔۔ انھیں دھو سول جان بے بے چارہ محبت ہے۔ یہ نہ کہ ان کا گھبراہٹ کوئی نہیں تھا۔ وہ انہیں خضرات میں چھوڑ کر نہیں چا سکتیں۔"

"آپ کے والد صاحب کا کیا خیال ہے۔"

"میرا کیا خیال۔۔۔ پتا چلے گا۔ کسی سے بہت ڈرتے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں کہ مٹی کے معاملات میں دخل انداز ہو سکیں۔"

"گھر آپ.... کیا آپ ابھی غائب نہیں ہیں۔"

"خوف کس بات کا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ آج کل ماسوں جان نزع کے سوا میں ہیں۔ کسی دوست سے ان کا مذاق چا رہی ہے۔"

"کیا مطلب....؟" عمران نے حیران انداز میں پوچھ کر دیکھا۔

"ان کے مذاق بھی عموماً خطرناک ہی ہوتے ہیں۔ لہذا ان کے بعض احباب بھی اس سے دیکھے ہی خضر کا مذاق کر بیٹھے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے کسی دوست کو اس جرس سیاح کے متعلق معلوم ہو جس نے خود کو شفق کا پہاڑ بنا لیا تھا۔"

"لیکن ہم اس مذاق میں کیسے آگودے۔" عمران نے پھر جلدی جلدی پوچھ کر دیکھا۔

"معاف کیجئے گا۔۔۔ آپ صورت سے بالکل کاڈوی معلوم ہوتے ہیں ممکن ہے۔"

یہ قوف کچھ کہ اس مذاق میں شریک کیا ہوگا۔ یعنی آپ اس مذاق کا ذریعہ بنائے گئے۔ غار سے کہ آپ ہی کی وجہ سے تو ہمیں ذاتا نہایت کاظم ہوا۔ ورنہ اگر وہ شفق کے پہاڑی جیج ماسوں جانتا تو ختم کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے خود ہی یہ کارہیہ کیوں نہیں انجام دے ڈالا۔ وہ بھی باہر

کی جھلاؤں میں چھپ کر آسانی سے کام کر سکتے تھے۔"

"آپ بہت ڈرتے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "مگر حقیقتاً وہ اس سے متشن نہیں تھا۔ کیوں کہ اب اس نے ایک بالکل نئی سی ذرا بے سے اس کیس کا جائزہ لیا شروع کر دیا تھا۔"

"اور آپ کا اپنے حقائق کا خیال ہے۔" وہ ہنس رہا تھا۔ "کیوں کہ اسے کتنی دھمپ ہے۔"

"مجبوراً ہم یہاں سے واپس جائیں گے۔ کیوں کہ ہمارے حقائق کوئی خیال نہیں ہے۔"

پھر وہ اسے وہاں چھوڑ کر لیے قدم رکھتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا۔



اسی شام کو عمران نے ایک بار پھر رافت چلا کی موجودگی میں روشنی کے لئے ٹریک کال کی۔ لیکن آپ بٹرنے ہلاک دوسری طرف سے جواب نہیں مل رہا۔

عمران کو رافت چلا پر بلاخدا آپد لیکن وہ خاموش رہی۔ دیکھے وہ سوچ رہا تھا کہ آج رات کو کسی نہ کسی طرح یہاں سے ضرور نکل جانا چاہئے۔ یہ وہ بھی غائب ہو گیا تھا ورنہ وہ اسی کو اس رات پر لگانے کی کوشش کرتا۔

وہ اسی لالچر بن میں تھا کہ روشنی فوراً یہ وہ سر دھ کل کی کپڑاؤں میں داخل ہوئے۔ دونوں ہی پر کھائے ہوئے تھے۔ انہیں جلدی نواب رافت چلا کے پاس پہنچا دیا گیا۔ عمران بھی وہیں موجود تھا۔ پھر تقریباً چارہ منٹ تک عمران روشنی پر گرتا رہتا ہوا وہ گھبراہٹ سے ہوئے انداز میں وہ سب کچھ دہرائی رہی جیسا کہ گزری تھی۔

"اب یہ کجبت وہ سے گزرتے چاہے ہیں۔" رافت چلا فرش پر ہی بیٹھ کر بولے پھر یہ وہ سے پوچھا۔ "تم کہاں تھے؟"

"جیج جناب والا وہاں پہنچتے تھے اور میں اکیلا مجھے ذرا دینی پڑنے لگے تھے۔"

"مگر پھر تم لوگ رہا کیسے ہوئے۔" عمران نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاتوں میں وقت رہا نہ کر د۔۔۔ اس مکان پر فوراً ہی ہونا چاہئے۔" نواب رافت چلا نے فون کی طرف پھینچتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ پچیس بیٹے کو لڑکوں کو فون کر رہے تھے۔

روشنی نے بتایا کہ وہ ان تینوں آدمیوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو گئی تھی جو ان کی عمرانی کر رہے تھے۔ اس طرح انہیں گل بھانگنے کا موقع مل گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈیڑھ دو جن مسلح کانسٹیبلوں کا ایک دستہ سردار علی علی گڑھ ڈی ایس پی سٹی بھی اس کے ساتھ آیا تھا۔ بددھ کی رہنمائی میں اس مکان پر ریڈ کیا گیا۔ جو سردار علی سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ لیکن وہاں کوئی جنت نہ مل سکا۔ مکان دو درجن چڑا تھا۔ یہ مکان ایک مقامی زمیندار کا چہ بارہ تھا۔ لیکن تحقیقات کر کے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار اس سے لاکھ قمار کھاتے ہیں اور ان میں اس کو کوئی استعمال کرنا ہوا ہے۔ وہ خود تو اسے سال میں صرف دو بار ان ایام میں استعمال کرتا تھا جب شبیہی لگان کی وصول پائی کا وقت آتا تھا۔

بہر حال یہ ریڈ ناکام رہا۔ عمران نے روشی کو پوچس دلوں کے ساتھ ہمیں جانے دیا تھا۔ حالانکہ وہ اسے بھی لے جانا چاہتے تھے۔ ٹوبہ رفعت چاہ بھی اس ریڈ میں شریک تھے۔

وایسے پر عمران چاہتے تھے اس کے متعلق روشی سے پوچھ چمکے گی۔ لیکن روشی کے پاس لاعلمی کے اظہار کے علاوہ اور کیا تھا۔

"تم نے انہیں گھنٹا چالے کیوں دیے۔ ڈی۔ ایس۔ پی نے پوچھا۔

"میں نے..." روشی نے شہسوار انداز میں کہا۔ "آپ ایک ذمہ دار آفیسر ہو کر اس قسم کا سوال کر رہے ہیں۔ مجھے فیسو ہے بھلا کسی کی امت ہے کہ وہ پرس کو ان کے کسی ادارہ سے ہار دیکھ سکے اور پھر یہی ایک ملازم کی حیثیت ہے میں انہیں کس طرح روک سکتی تھی۔"

ڈی۔ ایس۔ پی نے خاموشی سے روشی کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن..." روشی نے رفعت چاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "وہ آپ کے لئے ایک خطہ دے گئے ہیں۔"

"ہو..." رفعت چاہ کا منہ کھل گیا۔ وہ چند لمحوں روشی کو گھورتے رہے۔ پھر اسے "آخر تمہیں کیوں ساتھ... نہیں لے سکے؟"

"ہو سکتا ہے نہیں نے اس کی وہ خط میں تحریر کر دی ہو۔" روشی سے زور لگا کر ایک لحاظ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

رفعت چاہ نے لحاظ چاک کیا اور کوچی آواز میں خط پڑھنے لگے۔

پائی ڈیز ٹوبہ رفعت چاہ

آج ہمیں ایک ٹیکہ یاد آ گیا کہ ہم شاد و رادہ کیوں آئے تھے۔ ہم شاد و رادہ اس لئے آئے تھے کہ یہاں کی جبرستی عمرانی ہماری دیکھیں گے جنہیں شوق کے پھیروں کے پکر میں پڑ کر ہمیں سب کچھ بھول جانا پڑا۔ فی الحال ہم آج کم از کم وہ عمارت دیکھنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ گوکہ اندھیرے میں ہم کو صاف نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن پھر بھی کوشش تو کرنی چاہئے۔ ہماری ٹیکہ بڑی ہماری دیکھیں گے اور ہمیں تک سردار علی میں مقیم رہے گی اگر آپ پوچھیں تو اسے برقیال کے طور پر رکھ سکتے ہیں ہمارے لئے اسے اٹھارہ ہوگا۔

سکندر سلیم آف اوسپ

رفعت چاہ نے وہ خود ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف بڑھا دیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس پر نظر جمائے رہا پھر بولا۔

"کیا آپ کو ان حضرت پر کسی قسم کا شبہ ہے۔"

"آپ کو اس کا علم ہو ہی گیا ہو گا کہ وہ کس طرح سردار علی کی حدود میں داخل ہوا تھا۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ میں اسے کیا سمجھوں۔"

"اگر آپ اس کے خلاف کوئی تحریری بیان دے سکیں تو بہتر ہے۔"

"نہیں..." ابھی میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ یعنی یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے ایک ذمہ دار آدمی نے تھوڑی سی ہے کہ وہ ڈھپ کا شکار ہے۔"

"ڈھپ کہاں ہے؟" ڈی۔ ایس۔ پی نے پیشانی پر کھنکھیں ڈال کر کہا۔ "میں نے یہ ہم ہمیں ہارنا ہے۔"

"مثالی پڑی سلیس میں ایک آزاد علاقہ ہے۔" روشی بول پڑی۔

"ہوگا..." ٹوبہ رفعت چاہ نے لاہور والی ظاہر کرنے کے لئے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ ان کے چہرے پر گہرے ٹھکرے کے آثار نظر آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پوچس والے رخصت ہو گئے۔

تصویریں کپڑوں میں گھس کر پاتا ہوں۔ دوسرے ٹیک کیلئے بچہ قہار کوئی
مزید دماغ سے رجحان ہو جائے گا۔

پہلی۔

"آپ واقعی بہت خدی ہیں۔" عمران خوشی کن لہے میں بولا۔ "لیکن آخر آپ اپنی خدی
پر کسی عزیز کو کیوں قربان کرنا چاہتے ہیں؟ ہمارا خیال ہے کہ اب چھاری اپنی کسی بھی دشمنی کو
محلی نہیں پہتا ڈالے گا۔"

"میر میں کیا کروں؟" "نواب رخصت چاہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

"تصویریں کپڑوں میں رکھوا دیجئے۔"

"نہیں۔" میں ڈی۔ ایس۔ بی سے مشورہ لئے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ آخر وہ اُمیں کپڑوں
میں کیوں رکھواتا چاہتا ہے۔ کیا وہ اتنا ہی جلاک ہے کہ اُمیں اسے آدمیوں کی موجودگی میں اٹھا
لے جائے گا۔"

"چمک بھی ہو آپ کو وہی کرنا چاہتے ہیں اس نے گھسا ہے۔"

"نہیں ہے۔۔۔ میں ڈی۔ ایس۔ بی کو اس کی اطلاع دے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ رخصت چاہ
نے کہا اور میر سے اٹھ گئے۔ عمران وہیں بیٹھا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد رخصت چاہ واپس آئے۔
"میں نے فون کیا ہے۔ ڈی۔ ایس۔ بی جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا۔" رخصت چاہ نے ایک
کرچی پر پچھتے ہوئے کہا۔

"اس بار ڈی۔ ایس۔ بی دس سلاخ کٹیلوں کے ساتھ آزاد دس اسٹیکل بھی لے۔ اس نے
بھی رخصت چاہ کو بھیج دیا ہے وہی کہ تصویریں کپڑوں میں رکھوا دی جائیں۔"

"تصویریں مٹانے کی جگہ ہے کہ اسے تھانے میں چھپائی جی جی کسی کی بھی رسائی نہیں
ہو سکتی۔" "نواب رخصت چاہ نے کہا۔

"چھپنے اگر میری مدد کی ضرورت ہو تو میں تیار ہوں۔۔۔ مگر حساب یہی ہے کہ آپ ان
تصویروں کو کھلا کر دے گا۔"

کچھ دیر بعد عمران بھی ان کے ساتھ تھانے میں موجود تھا۔ جس کے مطابق رخصت چاہ
کا خیال تھا کہ وہیں پر عہد بھی کر نہیں رہا تھا۔ لیکن پھر رخصت چاہ کو اتنا ہوش کہیں تھا کہ وہ

دوسری صبح رخصت چاہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُمیں نے عمران کو مٹنے کی بجائے
موجودہ پلے۔ انہوں نے میر کی صبح کھانوں سے دلت بھری روٹ کھب کی تھی۔ لیکن ان میں
بچہ کسی نے بھی عمران کی دکانی کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

عمران نے انہیں حیرت دیکھ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا۔ "تم آپ کو صرف یہ یاد کرنا چاہتے
تھے کہ تم جب بھی چاہیں سرفروشی سے جانتے ہیں اور اسی طرح واپس آ سکتے ہیں کہ کسی کو
کٹاؤں کا تجربہ ہو۔"

رخصت چاہ کچھ نہ بولنے نہ جانتے ان کا چہرہ دیکھ سنا ہوا سا مضموم ہو رہا تھا۔ اور ایسا الگ دم تھا
جیسے وہ حالی میں ہنس مٹا دیتے تھے۔

ناشہ بہت خاصوشی سے ہوا۔ آہستہ کچی بھی رخصت چاہ عمران کو گھورنے لگتے تھے۔ عمران
بھی خاصوشی ہی ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے اعتقاد سے ایسا مضموم ہونا تھا جسے وہ کسی نئے واقعہ کا شکار
ہو۔ آخر ایک واقعہ ہو ہی گیا۔

رخصت چاہ نے پانپ میں استعمال کی جانے والی تبا کو کچا بہ اٹھایا اور اس کا آئینہ کھول کر تبا کو
کھلنے کیلئے اس میں اپنی انگلیاں ڈال دیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران نے انہیں چمکے دیکھا
اور فون کی انگلیاں تبا کو کی بجائے کاغذ کا ایک تھک ہوا ٹکڑا ہاتھ سے پھیر آئیں۔

رخصت چاہ مضطربانہ انداز میں اس کی جبین کھول رہے تھے۔ پھر دھڑا ان کے چہرے کی
رنگت زرد ہو گئی۔ عمران بھی کاغذ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔؟" رخصت چاہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتا ہے۔

"کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔" عمران نے پوچھا۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔؟" رخصت چاہ کا لہجہ خفہ تھا۔ عمران نے کاغذ اٹھا کر اپنے سامنے
رکھ لیا۔ چپ کے حروف میں تحریر تھا۔

"رخصت چاہ

اب وہ دونوں تصویریں نکال کر کپڑوں میں کچی چمک دیکھو۔۔۔ اور یہ
آخری وارنگ ہے۔ روئے آج ہی سے سب سٹور میں تم پر مبینوں کا
نزدل شروع ہو جائے گا۔ گیارہ بجے سے پہلے پہلے میں وہ دونوں

”گیارہ بجے میں صرف پانچ منٹ رو گئے ہیں۔ مری جان خوب صائب!“ عمران نے سر ہٹا کر کہا۔

— 11 —

کہا ہے۔

مقدمہ قتل..... دودھوں کے ذریعے دو افراد کی ذہنی حالت خراب کرنا..... قدر پاگل نہیں تھا..... اسے بعض ذہنی اشیاء کے ذریعہ پاگل بنایا گیا ہے اور اس کی ذمہ داری سراسر رشتہ چاہے ہے۔ اولیاء کا ایک دیشر بھی انہیں حالات کا نظارہ ہوا ہے اور اس کا ذمہ دار بھی نہیں نہیں ہے۔ کچھ رات اس نے اسی عمارت کے ایک کمرے میں ٹائم بم رکھا تھا۔ اور لڑکوں کے بعد اس کے دو ملازموں نے بیہوش قدر کو اڑا کر کمرے میں بٹھایا تھا۔ جس میں اس ٹائم بم کو چپک کیا تھا وہ آج ٹھیک کیڑا رہے پھٹ جاتا اس طرف شفق کے پھاری کی دھمکی عملی جامہ پہن لی تھی قدر کے پر پٹے اڑ جاتے اور پولیس شفق کے پھاری کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی۔ اسی لئے رشتہ چاہنے انتظام کیا تھا کہ پولیس موقع وار دست پر پہلے ہی سے موجود رہے۔ رشتہ چاہنے قدر کو تلاش کرنے کے لئے جڑی شائد ادا کیٹنگ کی تھی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ہمیں اس کمرے تک ہرگز نہ لے جاتا تھا جس قدر بج چکے موجود تمام عمارت کے دوسرے حصوں میں ہوتے کہ ہمیں ایک دھماکا سنائی دیتا۔ ٹائم بم زیادہ قوت والا نہیں تھا۔ اس سے صرف قدر کا سر قابض ہو جاتا۔ عمارت کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ واضح رہے کہ یہ ٹائم بم قدر کے کھٹے کے نیچے رکھا گیا تھا۔ آپ خود سوچنے کے آخر رشتہ چاہہ قدر کو خیال صرف چدرہ منٹ پہلے کیسے آیا۔ جب کہ وہ بیڑہ عزیزوں کو جن جن جن کمرات سے باہر نکال لیا تھا اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ ہمیں چدرہ منٹ تک عمارت کے دوسرے حصوں میں بھلا تاخیر سے۔ اور اسی ابتداء میں ہم پھٹ جاتے۔ مگر ہم تو ہیں اسے اسی وقت بتا دیا تھا جب وہ قدر کو وہیں لانا کہہ رہے تھے۔ رشتہ چاہہ کو شاید یقین نہیں تھا کہ قدر مقررہ وقت تک بیہوش رہے گا۔ لہذا اس کے ہاتھ ہی باندھ دیئے گئے تھے اور نہ میں کہہ سکتا تھا۔

"مگر پھر وہ قدر کے کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔" کسی نے کہا۔ "ملا کہ اس وقت تک دھماکا بھی نہیں ہوا تھا اور کیڑا رہتے میں چدرہ منٹ ہوتی تھی۔"

"میں نے تسلیماتی طور پر انہیں اس کے لئے مجبور کر دیا تھا۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "جب ہم عمارت میں داخل ہو رہے تھے میں نے چیخ کر کہا 'ووہاں... ووہاں... ووہاں... اس پر رشتہ چاہہ مار گیا۔ میں نے اسے بتایا کہ ابھی قدر قتل کرکڑی سے کوڈر قتل ہاں رہے ہو گیا ہے۔

رشتہ چاہہ کہ تھوڑا بہت دوس بھی تھا لہذا اسے یقین آ گیا اور اس نے غیر ملکی طور پر اسی کمرے کا رخ کیا جہاں اس نے کچھ رات قدر کو چھوڑا تھا۔ بہر حال شفق کے پھاری کا کڑاگ اسی لئے بٹھایا گیا تھا کہ رشتہ چاہہ پولیس کی ناک پہنچے ہی اتنا باجم کرنے کے بعد بھی مصوم رہ سکے۔ قدر سر ہاتھ اور پولیس شفق کے پھاری کی تلاش میں بھاگی بھاگی پھرتی اور آخر کار اس کیس کا کافی حل ہی بند کر دیا تھا۔ یہی شفق کے پھاری کا دور ہو چکا پولیس کسی نہ کسی طرح اسے دعوہ خلافتی.... مگر ایسی صورت میں جب کہ رشتہ چاہہ شہ کے بغیر ہی سرخ رساموں کے گھونے دوڑتے رہتے تھوڑے معلوم.... غمخیزے ابھی کوئی سوال نہ کیجئے۔ گھمے کہ پہلے دیکھتے یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ شفق کے پھاریوں کا پراپیگنڈا کرنے کے لئے رشتہ چاہہ کے جو آدمی ہاتھ لادہ میں ہی تھا شاید اس نے اولیاء کے دیشر کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خطہ کیسے جو آدمی کے ہاتھ لگنا چاہئے.... جو اسے لے کر سیدھا پولیس اسٹیشن دوڑا چلا جائے۔ وہیں وہی آدمی میں پیچ کر اس کا اعلان کرنے لگے۔ پھر دیشر کا دروغ خراب کر دیا تاکہ وہ کسی سے کہہ نہ سکے اور وہیں سے ایک پر اسرار اور ہنگامہ خیز جاسوسی پولیٹکس ہوا شروع ہو جائے.... لیکن یہ تیسویں صدی ہے.... آج کل فحاشی.... سو رور.... ڈانکر کھولا.... یا مقدس جوتا ٹاپ کی ٹو جیتیں کا سباب نہیں ہو سکتیں۔"

"مگر یہ سب کچھ ہوا کیوں....! اسٹرکٹ بمسٹریٹ نے پوچھا۔

"گھمے انٹرس ہے کہ میں یہ سب کچھ نہ بتاؤں گا۔ میرے پاس ایسے کاغذات موجود ہیں جو ثبوت کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں اور جن سے جرم کا مقصد بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ بروہ راستہ ٹھکرا دلائی کہ حویل میں جانے گا ہو سکتا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اپنے طور پر کوئی ملحدہ مکر دانی کرنا چاہے۔ بہر حال رشتہ چاہہ کو تا حکم ملتی حراست میں رکھا جائے اور اس کے لئے صرف میں ذمہ دار ہوں۔ میں نہیں بلکہ ٹھکرا دلائی ذمہ دار ہے۔"

اس کے بعد کسی نے کچھ نہیں پوچھا لیکن سوا سب کا خراب ہو گیا تھا۔ سبوں کو رشتہ چاہہ سے بھردی تھی۔ کوئی اسے باز کرنے کو تیار ہی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ رشتہ چاہہ پر لگائے جانے والے اثرات صحیح ہوں گے۔

اسی شام کو دیشر اور عمران ملاقات میں واپس آئے۔ فجر بھی ان کے ساتھ چلی آئی تھی۔

تھا وہ اس پیکر میں حتیٰ کہ عریان سے سب کچھ معلوم کرے۔ لیکن آخر اسے واپس ہو کر واپس چاہتا تھا۔

مگر روش سے وہ اپنا پتہ کیسے چھپاتا۔

"کوہ... جھیں مٹا پڑے گا موٹے... آخر اس نے تجاہیہ سب کچھ کیسے کر ڈالا..."
روشنی نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا۔

"تجاہیہ... نہیں... تو... اس کے ساتھ کئی آدمی تھے لیکن انہیں اصل مقصد کا علم نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ رعدت چاہنے کے فتنے کے پہاڑوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ وہ اسی کے آدمی تھے۔ جنہوں نے جنہیں اور بد چہ کو بکڑا تھا۔ تم اس علاقہ جہی میں بھی نہ جھکا رہا کہ تم نے اپنی حکمت عملی سے وہاں حاصل کی تھی۔ رعدت چاہہ کا پتہ کہ ہم ہی یہی تھا کہ تو گہرا چھوڑ دینے چاہئے تاکہ پولیس کو فتنے کے پہاڑوں کے وجود کا یقین ہو سکے۔ دوسری طرف اس نے اپنے آدمیوں کو یہ سمجھایا ہو گا کہ میں تم با بد فتنے کے پہاڑوں سے تعلق رکھتے ہوں۔"

"مگر وہ مٹا... وہ... اس نے اتنا کمزور کیا پٹلیاں کیں تھا۔ وہ تو یہ کہ کیوں قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"کیونکہ وہ اپنے باپ کی اولاد نہیں تھا۔"

"کیا مطلب..."

تو یہ کہ اس کے ثبوت میں کچھ کاغذات موجود تھے جنہیں وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کسی طرح اسے علم ہو گیا تھا کہ تو یہ کہ اس ایسے کاغذات موجود ہیں۔ لہذا اس نے پہلے تو شاید سیدھی طرح کام لگانا چاہا لیکن تو یہ اس پر رضامند نہیں ہوا ظاہر ہے کہ جب تو یہ نے ایسے کاغذات کی طرف سے لاشی ظاہر کی ہوئی تو رعدت چاہنے نے سوچا ہو گا کہ ممکن ہے کہ اب وہ انہیں اس کے خلاف استعمال ہی کر بیٹھے۔ لہذا اس نے کسی قسم کے زہر سے اس کی دماغی حالت ہی پر ہر کردی۔ لیکن شاید دماغی حالت خراب ہونے سے پہلے تو یہ ان کاغذات کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ لہذا پانچ ہو جانے کے بعد بھی اُن خیالات کی پر چھانیاں آئیں، میں گنڈہ ہو کر اس کے ذہن میں پکرائی ہیں وہ ان کاغذات کے لئے جگہ جگہ زمین سکورتا رہتا اور رعدت چاہہ وہاں

کو نہیں کھدواتا رہتا۔ ہو سکتا ہے کہ رعدت چاہنے نے اسی لئے اس کا مدبر خراب کیا ہو کہ وہ پانچ میں ہی اس میں اس جگہ تک رسائی کر جائے جہاں اس نے کاغذات چھپائے ہوں۔ یہی بات درست ہو سکتی ہے۔ اسی لئے وہیں کوئیں کھدواتا تھا۔ چاہے تو یہ صرف ایک ہی بات زمین کھود ڈالا تھا تو یہ حقیقت ہے کہ وہ کاغذات ایک جگہ دفن ہی تھے جس نے ایک بار تو یہ کر بڑا بڑا تے ساتھ بائیں قلعے سے ربط نہیں۔ لیکن میں نے پچھلی رات داتا چھپا کر اس کے مکان کا جائزہ لیا تو اس کی بے ربط باتیں یاد آئے تھیں۔ وہاں ایک پتیل کا درخت تھا جس کے نیچے کبریٰ کی بیگیں بکھری ہوئی تھیں اور پتیل کی کئی بیڑیں زمین کی سطح سے لاپراغی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کی بے ربط باتیں جو جتنی میں پتیل کی سب سے موٹی جڑ کا حوالہ بھی تھا... پھر مجھے یاد آیا کہ تو یہ زمین کھودنے کے خبط میں مبتلا تھا... بس میں نے پتیل کی سب سے موٹی جڑ کے نیچے کھودا تو شروع کر دیا۔ شاید درخت نیچے ہی کسی سخت چیز سے کھال ٹکرائی اور لوہے کا ایک چھوٹا سا صندوق تھا۔ بس پھر وہیں سے رعدت چاہہ کا بیڑہ خرقہ ہونے لگا۔ میں نے اس وقت تک ان لوگوں کے پیچھے لگا رہا جب تک کہ یہ تو یہ کو اس کرے میں لاس کر باہر نہیں چلے گئے۔ آپ... اب آگے میں نہیں متاؤں گا۔

"مٹا پڑے گا موٹے... وہ رشتہ میں جہادی زندگی گزار کر دہلی کی اور میں جو کچھ کہتی ہوں تم انہی طرح چاہتے ہو۔"

عمران نے نرا مساتہ ہاکر ایک طویل سانس لی اور بولا "وہ صولت چاہی کی اولاد نہیں ہے۔ خود صولت چاہی کی تحریروں میں اس سلسلے میں موجود ہے اور اسی تحریروں کے لئے انکار ہو رہا تھا۔ صولت چاہہ بیان ہے کہ وہ شادی کے پانچ ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ ان کاغذات کے ساتھ شادی کا سرٹیفکیٹ اور رعدت چاہی کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے۔ لیکن صولت چاہہ کو علم تھا اس کا اظہار کر سکا۔ رت یہی کہ سکا تھا کہ رعدت چاہی کی ماں کو طلاق دے دیا کیوں کہ وہ انگلیٹھ کے ایک جہت کی لڑکی تھی۔ اس نے صولت چاہہ کو ڈر دیا تھا کہ اگر اس نے اس بات کا اعلان کیا تو اس سے خطاب اور جائیدادوں میں جھگڑا ہو جائے گا۔ صولت چاہی نے نہیں چاہتا تھا۔ لہذا اسے سنا دیا۔ لیکن اس نے یہ سب کچھ صرف تو یہ کہ والدہ جیسی اپنی سوتیلی ماں کو بتا دیا تھا۔ لہذا اپنے تحریروں کے ساتھ وہ مدارے ثبوت بھی اس کے حوالے کر دیے تھے جو اس سلسلے میں کام آسکتے۔ اس نے لکھا ہے کہ

سب کچھ محض اسلئے کر رہا ہے کہ ممکن ہے کبھی ملک انگریزوں کے پنجے سے آزادی ہو جائے اس وقت یہ کاغذات قومی حکومت کے سامنے پیش کر کے صحیح حق دار کا حق دلوا دیا جائے۔

”بڑا چالاک تھا.....!“

”پتہ نہیں..... چالاک تھا یا گھماڑ.....“ عمران نے غنڈی سانس لے کر کہا۔ ”مگر اس گدھے نے دو شلویاں کی تھیں۔ پتہ نہیں یہ لوگ دو شلویاں کر کے زندہ کیسے رہتے ہیں۔!“

”کر کے دیکھو.....!“

”نہیں..... بس..... اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک آدمی نے شلوی کر لی تھی۔“

”کس نے.....!“

”ڈیڈی نے.....! ان کی شلوی پر میں آج تک بچتا رہا ہوں۔“ عمران نے گلوگیر آواز میں کہا اور چوٹم کا پکٹ پھاڑنے لگا۔

پھر یہ کہانی یہیں نہیں ختم ہو گئی۔ رفعت جلا کی طرف سے آج تک مقدمہ لڑا جا رہا ہے۔ دیے بہترین قسم کے قانون دانوں کی یہی رائے ہے کہ رفعت جلا کا کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ جانبِ بد نجمہ کی مایوسی کی طرف ختم ہو جائے گی۔ قدیر پور و قلعیا کا ویٹر آج بھی صحیح المدعا نہیں ہو سکے۔

(ختم شد)